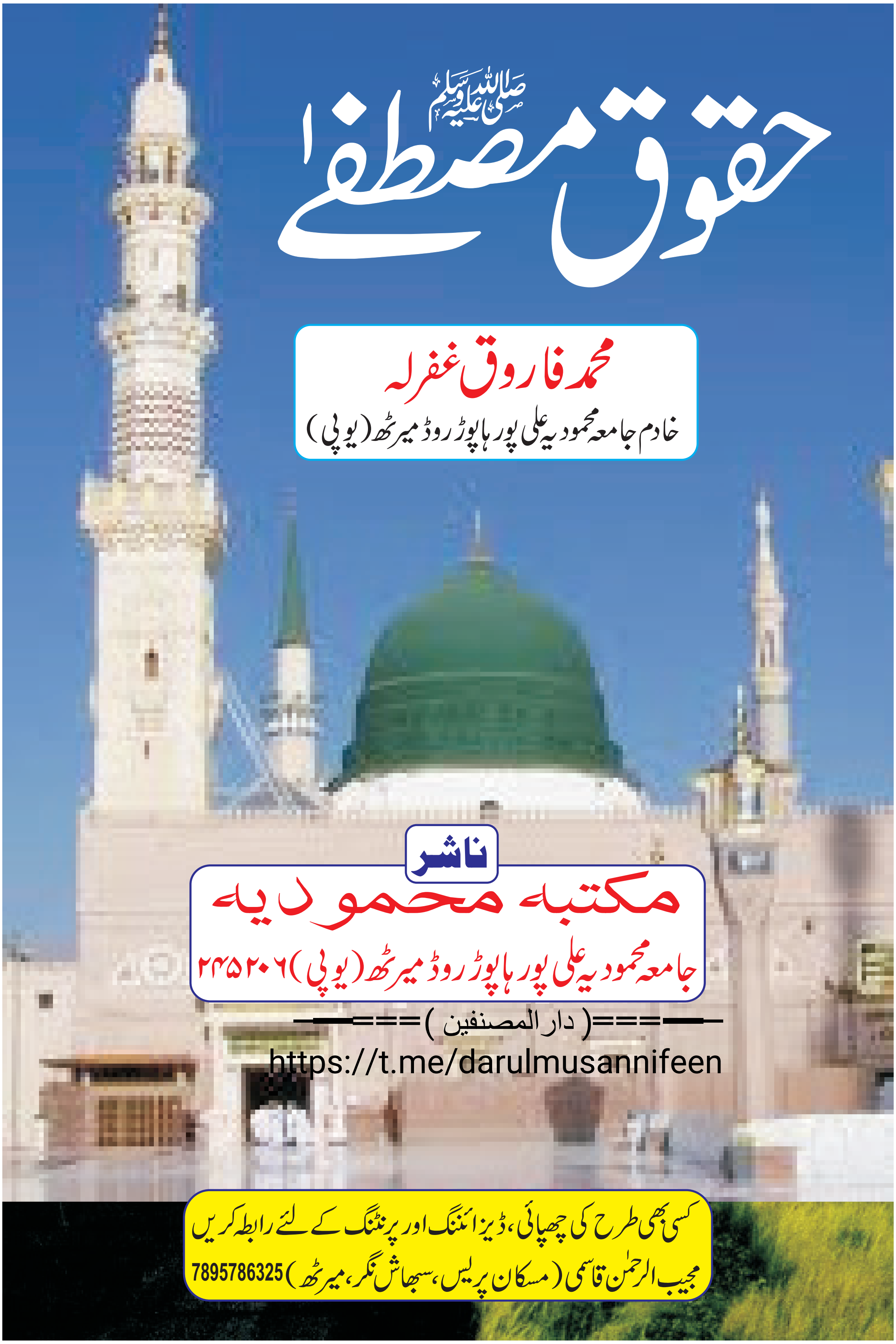


حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

حقوق مصطفیٰ ﷺ

افادات

حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب

محمد فاروق غفرلہ

﴿ناشر﴾

مکتبہ محمودیہ

نزد جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ یوپی (۲۴۵۲۰۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلات

نام کتاب:..............حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
افادات:......حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند ودارالعلوم دیوبند
ترتیب:...محمد فاروق غفرلہ
صفحات:...؟؟؟
تعداد:...؟؟؟؟
سن اشاعت:............ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء
قیمت:...........

-: ملنے کا پتہ :-

مکتبہ محمودیہ

نزد جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ یوپی (۲۴۵۲۰۶)

نظرِ حقیر

بارگاہ رسالتمآب سید الاولین والآخرین
صلی اللّٰہ علیہ اٰلہ وصحبہ وبارك وسلم

گر قبول اُفتد زہے عِزّ و شرف

زمین وسماں سب صلاۃ وسلام　　　مکین ومکاں سب صلاۃ وسلام

صلاۃ وسلام اور صلاۃ وسلام　　　مرا جسم وجان سب صلاۃ وسلام

سلام علی رحمۃ العالمین
سلام علی سید المرسلین

اشعار حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ

خدا در انتظار حمد مانیست
محمدؐ چشم بر راہ ثنا نیست

اللہ تعالیٰ ہماری حمد کے انتظار میں نہیں ہے۔
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری تعریف کے منتظر نہیں ہیں۔

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس
محمدؐ حامد حمد خدا بس

اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے لئے کافی ہیں،
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے لئے کافی ہیں۔

مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمد از تو می خواہم خدا را — خدایا از تو عشق مصطفیٰ را

فرماتے ہیں کہ تم کو اپنی کوئی درخواست پیش بھی کرنی ہے تو ایک شعر کے ذریعہ پیش کردو کہ اللہ ہم آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مانگتے ہیں اور اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کا تعلق چاہتے ہیں۔ لہذا عشق مصطفیٰ تو ایمان والوں کے لئے سرمایہ حیات ہے:

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر گوشہ دامان اوست

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِی
وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

(من کلام: حضرت حسان بن ثابتؓ)

ترجمہ

میری آنکھوں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا، عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی صاحب جمال نہیں جنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی کے مطابق پیدا کئے گئے ہوں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

حقوق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تمت وبالفضل عمت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

افتتاحیہ

(باراول)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم، امابعد:۔

سید المرسلین حبیب رب العالمین (فداہ ابی وامی وروحی وجسدی) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات تمام مخلوق وکائنات پر ہیں خصوصا اس امت پر تو بے شمار ولاتعداد احسانات ہیں کہ زندگی بھر بھی شکرگذاری کی جائے تو کسی ایک احسان کا بھی شکریہ کما حقہ ادا نہ ہواس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق بھی تمام مخلوق پر ہیں خصوصا اس امت پر اور مزید ہیں اس کا ہر امتی کو اقرار واعتراف ہے مگر اس کے باوجود اس موضوع پر مستقل کوئی کتاب (جس میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہو) احقر کی کوتاہ نظر سے نہیں گذری، موضوع کی اہمیت وعظمت کی وجہ سے بعض اہل علم وارباب ذوق کو اس کی طرف متوجہ بھی کیا مگر ان کے مشاغل نے انہیں اس کی فرصت نہ دی۔

۱۴۰۰ھ میں حق تعالی شانہ نے حرمین شریفین (زادھما اللہ شرفا وکرامۃ) کے سفر کی توفیق عطا فرمائی۔شدت سے خیال پیدا ہوا کہ عزیزوں دوستوں بزرگوں کے پاس جاتے ہیں تو کچھ نہ کچھ ہدیہ وغیرہ لے جاتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا ومافیہا سب عزیز واقارب، دوست واحباب سے زیادہ محبوب ہیں اور سب اولیاء، انبیاء، ملائکہ، سے زیادہ مقدس ومعظم ہیں، اس پاک وعالی دربار میں حاضری ہو اور زندگی میں معلوم نہیں یہ دولت پھر میسر آئے یا نہ آئے۔کیا ہدیہ اس دربار اقدس علیہ الصلوہ والسلام میں پیش کیا جائے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس

دربارعالی دربارِدُربار میں جہاں سے دنیا بھرکو ہرقسم وہرطرح کی نعمتیں تقسیم ہوئیں اور ہورہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔کیا چیز پیش کئے جانے کے قابل ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے موضوع پر مستقل کتاب کا پہلے سے ذہن میں تقاضہ تھا اسی کی طرف ذہن منتقل ہوا کہ اسی کو ترتیب دے کر اس پاک وعالی دربار میں پیش کر کے قبولیت کی درخواست کی جائے۔

محض خدائے پاک کے فضل وکرم پر نظر کرتے ہوئے اپنی علمی وعملی کم مائیگی،کوتاہ نظری کے باوجود سفر کے ساتھ ساتھ اس کام کو بھی شروع کردیا اور بحمدہ واحسانہ تعالیٰ سفر کے ساتھ اس کی اجمالی ترتیب بھی پوری ہوئی اس کی اجمالی ترتیب بحری جہاز میں گویا سمندر میں،جدہ،مدینۃ الحجاج،میں،کسٹم ہاؤس میں مسجد حرام میں مقام ابراہیم میں مسجد نبوی میں روضۃ من ریاض الجنۃ میں،مقام صفہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ میں،اور پھر منیٰ میں،مزدلفہ میں،میدان عرفات جیسے مقدس ومستجاب مقامات پراس کی ترتیب ہوئی اکثر حصہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی روضۃ من ریاض الجنۃ میں ہوا۔اس کی قبولیت کے آثار کا بھی خوب مشاہدہ ہوااور قدم قدم پر حق تعالیٰ شانہ کے انعامات واحسانات کی بارشیں ہوئیں جن کا بیان کرنا قابو سے باہر ہے۔

اجمالی ترتیب کو مدینہ منورہ(زادھا اللہ شرفا وکرامۃً)میں حضرت مولانا الحاج مفتی عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم مہاجر مدنی کو سنانے کی سعادت میسر آئی اور موصوف نے جابجا اصلاحات فرما کر بڑا احسان بھی فرمایا۔فجزاھم اللہ خیر الجزاء .

سفر حج سے واپسی پر احباب واقارب کے لئے وہاں سے تبرکات لانے کا بھی دستور ہے احقر نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر کیا تبرک وتحفہ ہوگا اس لئے ہندوستان واپسی پر اس کو اپنے شیخ ومرشد مربی ومحسن جامع شریعت وطریقت بقیۃ السلف فقیہ الامت حضرت

مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم کی خدمت بابرکت میں پیش کیا اور پھر حضرت والا کی نگرانی میں اس کی تفصیل، حوالجات ومزید ومفید اضافات کی تکمیل اور جدید ترتیب ہوئی ہر چیز کا حوالہ دے دیا گیا ہے جس کا حوالہ نہ ہو اس کو شرح شفاء قاضی عیاض سے سمجھنا چاہئے کہ ترتیب کے وقت اصل اسی کو سامنے رکھا گیا ہے، اس طرح یہ اصل تصنیف حضرت والا دامت برکاتہم کی ہوئی اور ترتیب کی سعادت اس ناکارہ کو میسر آ گئی **فالحمد لله علی ذالک** اب حضرت والا کی طرف سے یہ تحفہ دوستوں، عزیزوں، عام مسلمانوں اور ہندی بھائیوں کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے خدائے پاک قبول عام سے نوازے اور اس کے نفع کو عام وتام فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے اور حق تعالیٰ شانہ حضرت والا کا مبارک سایہ باین فیوض وبرکات دراز فرمائے، مخلوق کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کتاب کا ثواب سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو پہنچائے۔

میرے محترم دوست مولانا ندیم الواجدی صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند نے اپنے کتب خانہ سے اس کی طباعت واشاعت کا انتظام فرمایا خدائے پاک ان کو بہترین بدلہ دنیا وآخرت میں عطا فرمائے۔ آمین، **یارب العالمین بحرمة حبیبک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله واصحابه اجمعین.**

محمد فاروق غفرلہ

مدرس مدرسہ دارالعلوم شہر میرٹھ

۱۵/۲/۱۴۰۰ھ

عرض مرتب

(طبع دوم)

نحمدہ و نصلی علی رسو لہ الکریم، اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم،

بسم اللہ الرحمن الرحیم،

وماارسلنک الا رحمۃ للعالمین.

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کل جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ امت کے لئے بہت ہی شفیق اور مہربان تھے۔ قرآن مجید میں ہے **عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔**[1] جب مسلمانوں پر کوئی مشکل آتی ہے تو وہ ان کے نزدیک بوجھل ہوتی ہے اور وہ اس بات کے طلبگار ہوتے ہیں کہ ایمان والوں کو زیادہ سے زیادہ رحمتیں ملیں اور وہ ان کے ساتھ بڑے رؤف اور رحیم ہیں۔ دوسری طرف امتیوں کے دلوں میں ان کی محبت کا یہ مقام ہے کہ **النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم**[2] نبی علیہ الصلوۃ والسلام مومنوں سے ان کی اپنی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ وہ ان پر مہربان

---

[1] سورہ توبہ آیت/۱۲۸۔ [2] سورۃ الاحزاب آیت/۶۔

ہیں یعنی ان کو خود اپنی جانوں پر اتنی مہربانی نہیں ہے جتنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر مہربانی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہی رحمت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، وما ارسلنک الا رحمة للعالمین[1] اے پیارے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی ہر مخلوق کے لئے رحمت ثابت ہوئے۔

انسانوں کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے انسانوں کو بھرپور فائدہ پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اے اللہ: میرے بعد میری امت پر کوئی ایسا عذاب نہ آئے کہ ان کی شکلوں کو تبدیل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ آج جو ہم اپنی شکلوں پر زندہ ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا صدقہ ہے ورنہ پہلی امتوں کی طرح پکڑ ہوتی تو سینکڑوں میں سے کوئی ایک ہوتا جو اپنی اصلی شکل پر باقی رہتا۔

جانوروں کے لئے رحمت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کے لئے بھی رحمت تھے ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں پر سر رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ بے زبان جانور ہے، تمہیں چاہئے کہ اس کے ساتھ نرمی برتو، یہ شکوہ کر رہا ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور اسے چارہ تھوڑا دیتے ہو۔ ان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اللہ تعالیٰ

---

[1] سورة الانبیاء آیت/۱۰۸

نے ہی تم کو ان کا مالک بنا دیا ہے[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک یہودی ہرنی پکڑے ہوئے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب قریب سے گزرے تو اس ہرنی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے اس نے پکڑ لیا ہے، اس سامنے والے پہاڑ میں میرا بچہ ہے اور اس کو دودھ پلانے کا وقت ہو گیا ہے، مجھے دیر ہو رہی ہے، میری ممتا جوش مار رہی ہے کہ میں اسے دودھ پلا لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تھوڑی دیر کے لئے آزاد کرا دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی تو یہودی سے کہا، تھوڑی دیر کے لئے اسے آزاد کر دو، یہ دودھ پلا کر واپس آ جائے گی۔ اس نے کہا، بڑی مشکل سے اسے پکڑا ہے، کیا آپ اس کے ذمہ دار بنتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ ہرنی کو چھوڑا گیا، وہ اسی وقت چھلانگیں مارتی ہوئی پہاڑی کی طرف گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں تھے کہ وہ دوبارہ بھاگتی ہوئی واپس آ گئی۔ یہودی ہرنی کی اس اطاعت کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا[2]

عورتوں کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے عورتوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے اس معاشرہ میں عورت کی کیا وقعت تھی؟ لوگ اپنے گھر میں بیٹی کی پیدائش کو برا سمجھتے تھے اور انہیں زندہ درگور کر دیتے تھے۔ باپ بیٹی کو محبت اور پیار کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا مگر جناب[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا:

---

۱ مشکوۃ شریف ص/۵۴۰ ج/۲ ۲ خصائص الکبری للسیوطی باب قصة الظبیة ص/۶۰ ج/۲

۳ نحوہ ترمذی ص/۱۳ ج/۱

جس شخص کے یہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش کرے حتیٰ کہ ان کا نکاح کر دے تو وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں[1]۔ اس حدیث مبارکہ کے پڑھنے کے بعد بھلا کوئی مومن اپنی بیٹی کو حقارت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ بلکہ وہ سمجھے گا کہ میرے لئے تو جنت کا دروازہ کھل گیا۔

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے بیویوں کے ساتھ نہایت ظلم کی زندگی گزاری جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آیات اتر آئیں **وعاشروھن بالمعروف** (اور تم ان سے معروف طریقے سے زندگی گزارو) **ھن لباس لکم وانتم لباس لھن** (وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو) ایک آدمی لباس کے بغیر ننگا ہوتا ہے اسی طرح اگر تم ازدواجی زندگی نہیں گزارو گے تو تمہاری زندگی بھی ہر وقت خطرے میں ہوگی۔

بوڑھوں کے لئے رحمت

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی بوڑھے کی تعظیم کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ضرور ایسی جماعت کو پیدا فرمائیں گے جو اس کے بڑھاپے کے وقت اس کی تعظیم کرے گی[2] اس حدیث شریف میں دو بشارتیں ہیں ایک یہ کہ بوڑھے شخص کی تعظیم کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے کہ بوڑھا ہونا نصیب ہوتا ہے دوسرے بوڑھاپے میں عزت کی جاتی ہے۔

مردوں کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتہ للعالمینی سے خاوند نے بھی حصہ پایا۔ خاوند کے

---

[1] مشکوۃ شریف ص/۴۲۱ ج/۲ [2] مشکوۃ شریف ص/۴۲۳ ج/۲

مقام کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ رب العزت کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ خاوند کو یہ مقام اللہ رب العزت نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے عطا فرمایا۔[1]

مزدوروں کے لئے رحمت

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ہاتھ بہت سخت ہیں۔ وجہ پوچھی تو عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہاڑ پر رہتا ہوں، وہاں پر پتھر توڑ کر اپنی زندگی گزارتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہ (ہاتھ سے کمانے والا اللہ کا دوست ہے) مزدوروں کو بھی عزت ملی۔ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے، **من امسیٰ کالاً من عمل یدیه امسیٰ مغفوراً لهٗ**[2] جس نے اپنے ہاتھ کے عمل سے تھک کر شام کی اس کی مغفرت ہوگی۔

تاجروں کے لئے رحمت

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی سے تاجروں کو حصہ ملا۔ چنانچہ نبی

---

[1] رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ص/۲۶۰ ج/۲ مشکوۃ شریف ص/۲۸۲ ج/۲۔

[2] جمع الفوائد الجامع لکتب السنة المطهرة ص/۳۶۸ ج/۱۔

علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، التاجر الصدوق مع النبین و الصدیقین والشھداء والصالحین الحدیث سچے امانت دار تاجر کا حشر انبیاء علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔[۱]

پڑوسیوں کے لئے رحمت

پڑوسی کو بھی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی سے حصہ ملا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے تین مرتبہ قسم کھا کر ارشاد فرمایا وہ شخص مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہیں۔[۲]

یتیموں کے لئے رحمت

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے یتیم نے بھی حصہ پایا۔ معاشرے میں عام طور پر یتیم کو کوئی بھی کچھ دینے کو تیار نہیں ہوتا مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر یتیم کے حقوق بھی متعین فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انا وکافل الیتیم کھاتین الا صبعین فی الجنۃ[۳] جو آدمی کسی یتیم کی کفالت کرنے والا ہوگا وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جس طرح ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اور جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا اس کو اس کے سر کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی دی جائے گی۔[۴]

والدین کے لئے رحمت

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی سے ماں نے حصہ پایا، دنیا کو ماں کے

---

[۱] مشکوۃ شریف باب المصالحۃ فی المعالم الفصل الثانی ص/۲۴۳ ج/۱ [۲] مشکوۃ شریف ص/۴۲۲۔

[۳] ترمذی شریف ص/۱۳ ج/۲ [۴] مشکوۃ شریف ص/۴۲۳ ج/۲۔

مقام کا ابھی پتہ نہیں تھا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے آ کر وضاحت فرمائی، کہ **الجنة تحت اقدام الامهات** تمہارے لئے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہی آ کر بتایا کہ جو بیٹا یا بیٹی اپنی والدین کے چہرے پر محبت وعقیدت کی ایک نظر ڈالے اللہ تعالی ہر نظر کے بدلے اسے حج مبرور کا اجر عطا فرمائیں گے خواہ دن بھر میں سومرتبہ نظر ڈالے[1]

ہر چھوٹے بڑے کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کے صدقے چھوٹے بڑوں نے حصہ پایا۔ چناچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے تعلیم دی، **من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا فلیس منا** جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں[2]

علمائے کرام کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی سے علما نے بھی حصہ پایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،[3] **العلماء ورثة الانبیاء** علما انبیاء کے وارث ہیں۔ اور بعض روایات میں فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند اٹھائے جائیں گے۔ اور فرمایا جس نے کسی عالم باعمل کے پیچھے نماز پڑھی ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔ کیونکہ جب کام بڑا ہوتا ہے تو پھر مقام بھی بڑا ملتا ہے۔ حتی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، **فقیه واحد اشد علی الشیطن من الف عابد**[4] کہ ہزار عبادت گزار ہوں تو بھی ایک عالم ان سے زیادہ بھاری ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف باب البر والصیلة الفصل الثالث ص۴۲۱/ج۲/۔ [2] مشکوۃ شریف باب الشفقة والرحمة علی الخلق ص۴۲۳/ج۲/۔ [3] ترمذی شریف ص۹۷/ج۲/۔ [4] ترمذی شریف ص۹۷/ج۲/۔

طلباء کے لئے رحمت

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی سے طالب علموں نے بھی حصہ پایا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے تعلیم دیتے ہوئے ارشادفرمایا، **من کان فی طلب العلم کانت الجنة فی طلبه** جوانسان علم کی طلب میں ہوتا ہے جنت اس بندے کی طلب میں ہوتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جب کوئی طالب علم اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کے لئے قدم نکالتا ہے تو اللہ تعالی کے فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ یوں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی کی وجہ سے طالب علم کوعزت اورشرف بخشا گیا۔[1]

فرشتوں کے لئے رحمت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا، جبرئیل کیا آپ کوبھی میری رحمت سے حصہ ملا؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے مجھے اپنے انجام کے بارے میں ڈرلگا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آیات اتریں اِنَّـهُ لَقَـوْلُ رَسُوْلٍ كَـرِيْـم، ذِىْ قُـوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ، مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْن[2] پس مجھے اپنے انجام کے بارے میں تسلی نصیب ہوگئی۔

دشمنوں کے لئے رحمت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش مکہ سے ان کی ایذا رسانیوں کا بدلہ چکا سکتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا، میں

---

[1] ترمذی شریف ص/۹۷ ج/۲۔ [2] سورۃ التکویر آیت ۲۱۔

وہی کروں گا جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا **لا تثریب علیکم الیوم** آج تم پر کوئی ملامت نہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے لئے رحمت ثابت ہوئے[۱]

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے   جو دشمنوں کو بھی زخم کھا کر دعا دے

اسے اور کیا نام دے گا زمانہ   وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

غرض کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق اور تمام دنیا جہان والوں کیلئے رحمت ہیں۔

امت کے لئے رحمت

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے یہ امت خیر امت، افضل امت، بنی، امت وسط، امت معتدلہ بنی امت رحمت امت مرحومہ امت محبوبہ بنی۔ **کنتم خیر امة اخرجت للناس الاية**۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے اس امت کے درجہ کو بڑھا دیا گیا۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے اس امت کے لئے روئے زمین کو مسجد اور طہور بنا دیا گیا[۲]

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے اس امت کو مسخ (صورتوں کا بدل جانا) وغیرہ سے محفوظ کر دیا گیا۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے امت گناہوں کے باوجود ذلت و رسوائی سے محفوظ کر دی گئی ورنہ تو بنی اسرائیل کا کوئی شخص چھپ کر گناہ کرتا تو اس کے دروازہ پر لکھ دیا جاتا تھا کہ فلاں آدمی نے فلاں گناہ چھپ کر کیا ہے۔

[۱] رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ص/۷۷ ج/۱۔ [۲] خصائص الکبری ص/۱۸۷ مشکوۃ شریف ص/۵۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے اس امت سے توبہ کے لئے سخت شرائط کو اٹھادیا گیا ورنہ بنی اسرائیل میں توبہ کے لئے سخت شرائط تھیں اس امت کے لئے اس طرح کی کوئی سخت شرط نہیں رکھی گئی پہلی امتوں کے لئے کپڑا وغیرہ ناپاک ہوجانے پر پاک ہونے کے لئے اس کا کاٹنا ضروری تھا اس امت کے لئے اس سختی کو ختم کردیا گیا اور صرف دھونے کو کافی قرار دیا گیا۔

اس امت کے ستر ہزار آدمی بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور ستر ہزار کو ستر ہزار میں ضرب دینے سے ایک ارب چالیس کروڑ ہوئے جو بغیر وحساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے یہ اعزاز اس امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے حاصل ہوا[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے بروز قیامت اس امت کے چہرے اور اعضائے وضو نورانی اور روشن ہوں گے جس کی وجہ سے یہ امت تمام امتوں میں پہچانی جائے گی[2]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے یہ امت دوسری امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی[3]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے اس امت کو یہ اعزاز ملا کہ اس امت کا آدمی فی سبیل اللہ قتل کئے جانے والا تو ہے ہی شہید مگر اس کے علاوہ۔

(۱) طاعون کی بیماری میں مرنے والا بھی شہید۔

(۲) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا بھی شہید۔

(۳) مکان وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا بھی شہید۔

---

[1] خصائص الکبریٰ ص/۱۸۸ ج/۲ [2] بخاری شریف حدیث نمبر ۱۳۶ [3] خصائص الکبریٰ ص/۲۲۸ ج/۲

(۴) ایکسیڈنٹ وغیرہ کے ذریعہ مرنے والا بھی شہید۔

(۵) ڈوب کر مرنے والا بھی شہید۔

(۶) جل کر مرنے والا بھی شہید۔

(۷) بچہ کی ولادت میں مرنے والی عورت بھی شہید۔

(۸) سخت بیماری میں مبتلا ہو کر مرنے والا بھی شہید

(۹) اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا بھی شہید [1]

(۱۰) ظلما مارا جانے والا بھی شہید۔

قربان جائیے اس نبی رحمت پر جس کے طفیل اس امت کو یہ اعزازات حاصل ہوئے اس امت کے انہیں اعزازات وخصوصیات ہی کی بنا پر جلیل القدر پیغمبروں نے اس امت میں داخل ہونے کی تمنا کی اور دعا مانگی۔

عظیم احسان خداوندی

حق تعالی شانہ کا کتنا عظیم احسان ہے کہ اس نے اس شان کا نبی عطا فرمایا اور ایسے عظیم الشان جلیل القدر پیغمبر کی امت میں ہونے کا شرف ہم کو عطا فرمایا۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا کا محبوب ہے۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جو امام الانبیاء ہے۔

جو افضل الانبیاء ہے۔

جو سید المرسلین ہے۔

جو خاتم النبیین ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف باب/۷ لا یضمن من الجنایات ص/۳۰۶

جو افضل المخلوق ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جس کے طفیل تمام کائنات کو بنایا گیا۔

جس کے طفیل تمام انبیاء علیہم السلام کو پیدا کیا گیا۔

جس کے طفیل زمین و آسمان بنے چاند و سورج بنے دن رات بنے، انسان بنے، جنات بنے، ملائکہ بنے۔

جس کے طفیل جنت بنی حوریں بنیں، غلمان بنے[1]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

[2]جس کے حسن و جمال کے سامنے چودہویں کا چاند شرمندہ ہے چونکہ چودہویں کے چاند کو اسی کے حسن و جمال کے طفیل سب روشنی ملی ہے۔

چاند سے تشبیہ دینا بھی کوئی انصاف ہے
چاند میں ہیں جھائیاں اور حضرت کا چہرہ صاف ہے

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

کہ تمام مخلوق اور کائنات میں اس جیسے حسن و جمال والا دوسرا کوئی انسان پیدا نہیں کیا گیا۔

جس کے مبارک پسینہ کی خوشبو کا مقابلہ دنیا کا کوئی عطر نہیں کر سکتا تھا۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جس شخص سے مصافحہ فرماتے اس کے ہاتھ سے شام تک خوشبو آیا کرتی[3]

---

[1] خصائص الکبریٰ ص ۱۸۴ ج ۲ [2] دلائل النبوۃ ص ۱۹۶ ج ۱ [3] دلائل النبوۃ ص ۲۵۷ ج ۱

جس بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے اس کے سر سے خوشبو آیا کرتی کہ اس بچہ کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیرا ہے۔

جس راستہ سے گزرتے اس راستہ سے خوشبو آیا کرتی اور وہ راستہ مہکا کرتا لوگ پہچان لیتے کہ وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ اس راستہ سے گذرے ہیں [۱]

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے ایک شخص کو اس کی بیٹی کی شادی کے موقع پر اپنے بازو مبارک کا پسینہ مبارک ایک شیشی میں بھر کر دیا کہ اس میں سے خوشبو استعمال کر لیا کرے چنانچہ وہ لڑکی جب اس شیشی میں سے خوشبو لگاتی پورا گھر خوشبو سے بھر جاتا اور دور دور اس کی خوشبو جایا کرتی یہاں تک کہ وہ گھر ہی بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا) [۲]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جس کا لعاب مبارک کھانوں میں برکت بھی بیماروں کے لئے شفاء زہر کے لئے تریاق تھا۔

جس کی انگشتہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوئے [۳] جس کی انگشت مبارک کے اشارہ سے چاند کے ٹکڑے ہو گئے [۴]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے جس کپڑے سے اپنے دست مبارک صاف کئے آگ اس کو نہیں جلاتی تھی۔

۱؎ مجمع الزوائد ص ۲۵۷ ج ۸ ۲؎ جمع الفوائد

۳؎ مشکوۃ شریف ص ۵۳۲ ج ۲ ۴؎ بخاری شریف کتاب المناقب ص ۵۱۳ ج ۱

چناچہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کے یہاں ایک کپڑا تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک صاف کئے تھے وہ اس کپڑے کو جب میلا ہوجاتا تھا آگ میں ڈال کر نکال لیتے تھے میل صاف ہوجاتا تھا اور آگ اس کو نہیں جلاتی تھی۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جس کے جسم اطہر پر نظافت و پاکیزگی کی وجہ سے مکھی بھی نہیں بیٹھتی تھی۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جو پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح آگے سے دیکھتے تھے [۱]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جب وہ گفتگو کرتے تو منہ سے پھول جھڑتے اور منہ مبارک سے ایک نور نکلتا محسوس ہوتا [۲]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جو امی محض تھے مگر ان کی زبان مبارک سے علم کے دریا جاری ہوئے۔

ان کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک کلمہ مستقل ایک کتاب تھا ایک دفتر تھا۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جس کو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات و کمالات اور ان سے بدرجہا بڑھ کر عطا کئے گئے [۳]

حسن یوسف دم عیسی۔ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہم دارند تو تنہا داری

---

۱ مسلم شریف ص/۱۸۰ ج/۱ ۲ دلائل النبوۃ ص/۲۱۵ ج/۱

۳ خصائص کبری ص/۱۷۹ ج/۲ ذکر موازاۃ الانبیاء انه

پاکیزہ پیدائش[۱]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جن کی پیدائش بھی نرالی ادھر پیدا ہوئے، ادھر بادشاہوں کے تخت زمین پر جا گرے۔ بادشاہوں کے سر پر رکھے ہوئے تاج سر سے گر گئے۔

زمین پر کھڑے بت منہ کے بل جا پڑے۔

کسری کے محل کی ہزار سال سے جلنے والی آگ بجھ گئی۔

بیت اللہ کے سب رکھے ہوئے اور ساری دنیا کے بت اوندھے منہ زمین پر گر پڑے ساری باطل طاقتوں میں لرزہ طاری ہو گیا۔

ایک سمندر کی مچھلیوں نے دوسرے سمندر کی مچھلیوں کو جا کر مبارک باد دی کہ سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گیا، سردار آ گیا۔ فخر کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گیا۔

ماں بھی حیران کہ یہ بچہ کیسا پاکیزہ اور انوکھا بچہ ہے؟

جب بچہ پیٹ سے باہر آتا ہے تو آنت اور ناف ملی ہوئی ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر آئے تو آنت کٹی ہوئی تھی، ناف صاف ستھری تھی۔

جب بچہ باہر آتا ہے تو اس کا ختنہ کیا جاتا ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے ہونے کی حالت میں باہر آئے[۲]

جب بچہ پیٹ سے باہر آتا ہے لتھڑا ہوا ہوتا ہے، دھویا جاتا ہے۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دنیا میں آئے کہ دھلے دھلائے، پاک، وصاف۔ ایک نشان بھی ناپا کی کا جسم پر نہیں تھا۔

اور جونہی باہر آئے تو سارا کمرہ روشن ہو گیا، اور ایسی روشنی پھیلی۔

کہ ماں آمنہ نے ساری کائنات دیکھی مشرق بھی مغرب بھی۔ اماں حیران کہ یہ بچہ کیسا نورانی بچہ ہے

---

۱ دلائل النبوۃ ص/۱۳۶ ج/۱ ۲ خصائص الکبری ص/۵۳ ج/۱

گود میں لیا، دیکھ رہی ہیں حیرت سے کہ ایک دم بادل چھا گیا اور اس بادل کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھپ گئے۔ اور حضرت آمنہ کو یوں لگا کہ بچہ گود میں نہیں ایک دم آواز آئی بادل کے اندر سے:

طُوْفُوْا بِهٖ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

اس بچے کو مشرق و مغرب کا چکر لگواؤ

لِيَعْرِفُوْا بِاسْمِهٖ وَنَعْتِهٖ وَصُوْرَتِهٖ

تا کہ سارا جہاں جان لے کہ کون ہے؟ کیا نام ہے؟ کیا شخصیت ہے؟۔

پاکیزگی اخلاق

وَاٰتُوْهُ خُلْقَ اٰدَمَ.	اسے آدم علیہ السلام کے اخلاق دو۔
وَمَعْرِفَةَ شِيْثَ.	اور شیث علیہ السلام کی معرفت دو۔
وَشُجَاعَةَ نُوْحٍ.	نوح علیہ السلام کی دلیری دو۔
وَخُلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ.	ابراہیم علیہ السلام کی دوستی دو۔
وَاِسْتِسْلَامَ اِسْمٰعِيْلَ.	اسمعیل علیہ السلام کی قربانی دو۔
وَفَصَاحَةَ صَالِحٍ.	صالح علیہ السلام کی فصاحت دو۔
وَحِكْمَةَ لُوْطٍ.	لوط علیہ السلام کی حکمت دو۔
وَرِضَا اِسْحٰقَ.	اسحٰق علیہ السلام کی رضا دو۔
وَبُشْرٰى يَعْقُوْبَ.	یعقوب علیہ السلام کی بشارت دو۔
وَجَمَالَ يُوْسُفَ.	یوسف علیہ السلام کا حسن دو۔
وَشِدَّةَ مُوْسٰى.	موسیٰ علیہ السلام کی شدت دو۔

وَجِهَادَ يُوْشَعَ. یوشع علیہ السلام کا جہاد دو۔
وَحُبَّ دَانِيَال. دانیال علیہ السلام کی محبت دو۔
وَوَقَارَ اِلْيَاسَ. الیاس علیہ السلام کا وقار دو۔
وَقَلْبَ اَيُّوبَ. ایوب علیہ السلام کا دل دو۔
وَلَحْنَ دَاوُدَ. داؤد علیہ السلام کی شیریں زبان دو۔
وَطَاعَةَ يُوْنُس. یونس علیہ السلام کی اطاعت دو۔
وَعِصْمَةَ يَحْيٰ. یحیٰ علیہ السلام کی پاک دامنی دو۔
وَزُهْد عِيسٰى. عیسیٰ علیہ السلام کا زہد دو۔

وَاَغْمِصُوْهُ فِيْ اَخْلَاقِ النَّبِيِّيْنَ.

اور تمام نبیوں کے اخلاق اس بچہ کے اندر سجادو۔

ایسا پاک نبی، سوا لاکھ نبیوں کی صفتیں جسے پیدا ہوتے ہی ملیں۔ پھر تریسٹھ سال ترقی ہوئی وہ کہاں پہنچا ہوگا تو ایسا پاکیزہ نبی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جن کے وزیر حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور خود جبرئیل ومیکائیل علیہ السلام تھے۔[1]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔
براق جن کی سواری بنی۔[2]
وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔
آسمانوں پر جن کا استقبال کیا گیا۔[3]

---

[1] مشکوۃ شریف ص۵۶۰/ج۲ [2] مشکوۃ شریف ص۵۲۸/ [3] مشکوۃ شریف ص۵۲۹/

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔

جن کو مقام، ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ ، کا اعزاز بخشا گیا[1]

اور ثم اوحیٰ الی عبدہ مااوحیٰ سے نوازا گیا۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔

کہ سید الملائکہ۔ روح الامین۔ حامل وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے رفیق سفر بھی پر پہنچ کر رک گئے اور آگے جانے سے عاجزی ظاہر کی اور عرض کیا۔

اگر یک سر موئے برتر پرم

فروغ تجلی بسوزد پرم

اگر ایک بال برابر بھی آگے بڑھونگا اللہ تعالی کی تجلی مجھ کو جلا کر خاک بنادے گی۔

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔

جو ان تمام مقامات کے ہوتے ہوئے امت کے غم میں بیچین رہتا تھا جو ہر وقت امت کے غم میں گھلتا اور پگھلتا تھا جو امت کے لئے راتوں کو روتا اور بلکتا تھا، جو اتنے لمبے رکوع اور سجدے کر کے کہ موت کا وہم ہونے لگے امت کے لئے دعائیں کرتا تھا۔ جو لمبی لمبی نمازیں پڑھ کر کہ پیروں پر ورم آجاتا تھا اور قدم مبارک پھٹ جاتے۔ امت کے لئے دعائیں مانگتا تھا[2]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔

جس نے ہر موقع پر اپنی امت کو یاد رکھا۔

جس نے معراج جیسے مبارک موقع پر بھی امت کو فراموش نہیں کیا[3]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص/۵۲۹ [2] شمائل ص/۱۸ [3] مشکوۃ شریف ص/۵۲۹ ج/۲

جو زندگی بھر یارب امتی امتی، کی صدائیں لگاتا رہا۔

اور قیامت میں جب تمام انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی پکاریں گے۔

پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان پر وہاں بھی یارب امتی، یارب امتی ہوگا۔[1]

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔

کہ روز محشر میں تمام انبیاء علیہم السلام لَسۡتُ لَهَا، (میرا یہ مقام نہیں) کہہ کر شفاعت سے انکار کردیں گے۔[2]

مگر پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَنَا لَهَا[3]، (ہاں میرا ہی یہ مقام ہے) کہکر آگے بڑھیں گے شفاعت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور سجدے میں گر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کریں گے یہاں تک کہ ارشاد ہوگا۔

یامحمد ارفع راسک سل تعط اشفع تشفع. اے محمد اپنا سر تو اٹھایئے سوال کیجئے جو مانگو گے دیا جائے گا سفارش کیجئے جس کی سفارش کروگے قبول کی جائے گی۔[4]

ہاں ،ہاں ، اجازت ہے تجھے
زیبا، شفاعت ہے تجھے
بیشک یہ ہے حصہ ترا

یہی مقام محمود اور شفاعت کبریٰ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے قربان جایئے اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ پروردگار عالم حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

۱؎ مشکوۃ شریف ص/۴۸۹ ۲؎ مشکوۃ شریف ص/۴۸۸

۳؎ مشکوۃ شریف ص/۴۸۸ ۴؎ باب ماجاء فی الشفاعة ترمذی شریف ص/۷۰ ج/۲

لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى. آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا ایک ایک امتی جب تک نہیں بخشا جائے گا اور ایک ایک امتی جب تک جنت میں نہ پہونچ جائے گا میں اس وقت تک خوش نہ ہوں گا۔

میں اس کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ تو بتا دے
یارا کے دکھا اس جیسا کوئی اگر ہے

یقیناً ایسے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونا اسلام کے بعد سب سے بڑا انعام خداوندی ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

وہ جو شیریں سخنی ہے میرے مکی مدنی
تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے میرے مکی مدنی
تیرا پھیلاؤ بہت ہے تیرا قامت ہے بلند
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے میرے مکی مدنی
دست قدرت نے تیرے بعد پھر ایسی تصویر
نہ بنائی نہ بنی ہے میرے مکی مدنی
نسل در نسل تیری ذات کے مقروض ہیں ہم
تو غنی ابن غنی ہے میرے مکی مدنی

دو بے مثال نعمتیں

اللہ رب العزت کی دو نعمتیں بے مثال ہیں۔ پہلی نعمت ''اسلام'' ہے۔ کوئی آدمی

---

[1] سورۂ ضحیٰ پارہ ۳۰

کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اسلام اس کے پہلے والے تمام گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ **الاسلام یھدم ما کان قبلہ** اسلام اپنے سے پہلے[1] والے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔[2] اس نعمت خداوندی کا قرآن مجید میں یوں ذکر کیا گیا، **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی** کہ آج کے دن میں نے تم پر دین کو مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کامل کر دی۔ اس آیت پاک میں دین کو اللہ تعالیٰ نے نعمت قرار دیا۔ اور یہ دین وایمان ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کا کوئی بدل نہیں مومن کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اور اس میں کیسا ہی کم درجہ کا ایمان کیوں نہ ہو مگر اس کی وجہ سے کبھی نہ کبھی جہنم سے نجات ملے گی اور اس کو جنت میں داخلہ نصیب ہوگا اور پھر اس ایمان کی بدولت ابدالاباد تک جنت میں رہے گا۔

دوسری نعمت ''نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات بابرکت'' ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اربوں کھربوں نعمتیں عطا فرمائیں اور یہاں تک کہ فرما دیا کہ[3] **وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا** ۔کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن نہیں سکو گے، اتنی نعمتیں دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے احسان نہیں جتلایا، آنکھیں دیں مگر احسان نہیں جتلایا، زبان دی مگر احسان نہیں جتلایا، دل ودماغ دیئے مگر احسان نہیں جتلایا، رزق دیا مگر احسان نہیں جتلایا زمین کے لئے سورج، چاند اور ستارے بنائے مگر احسان نہیں جتلایا، البتہ ایک ایسی نعمت بھی دی کہ دینے والے کو بھی مزہ آ گیا اور اس دینے والے نے بھی فرمایا[4] **لقد من اللہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولا** ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا

ا مشکوۃ شریف ص۱۴ ج ۱ — ۲ سورۃ المائدہ آیت ۶

۳ سورہ ابراہیم آیت ۳۴ — ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۶۴

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اللہ رب العزت کی طرف سے ایسی نعمت ہیں کہ یہ اسکا بندوں پر احسان عظیم ہے۔ان دونوں نعمتوں کا کوئی نعم البدل نہیں۔

لمحہ فکریہ

مگر ہم نے کبھی سوچا کہ اس پیغمبر اعظم محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے ذمہ کچھ حقوق بھی ہیں ہمیں کبھی اس کا خیال تک نہیں آتا۔

پیش نظر رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق مبارکہ ہی بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ایک مبارک سفر کے دوران لکھا گیا تھا اور اس مبارک سفر میں اس رسالہ کی برکتوں کا بھی خوب مشاہدہ ہوا تھا مگر افسوس کہ ایک دفعہ شائع ہو کر پھر دوبارہ طباعت کی نوبت نہ آسکی تھی حق تعالیٰ شانہ کا احسان عظیم ہے کہ اب دوبارہ اسکی طباعت ہو رہی ہے جسکی وجہ سے بے انتہا مسرت محسوس ہو رہی ہے حق تعالیٰ شانہ بیحد قبول فرماوے اور اس رسالہ کو اپنی معرفت ومحبت اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت وعظمت اور حقوق کی معرفت اور انکی ادائیگی کا ذریعہ بنائے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وہی سمجھا جائے گا شیدائے جمال مصطفیٰ
جس کا حال حال مصطفیٰ ہو جس کا قال قال مصطفیٰ ہو

اللهم انا نسئلک حبک وحب حبیبک وحب اولیائک وحب من یحبک وحب اعمال یبلغنا الی حبک وصلی الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد وبارک وسلم.

محمد فاروق غفرلہ
جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ
۲۱ ربیع الاول دوشنبہ ۱۴۳۱ھ

پہلا حق

(حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی فرضیت)

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت آیات واضحہ اور معجزات ظاہرہ وباہرہ کے ذریعہ ثابت ہوگئی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وشرف وکرم پر ایمان لانا اوران تمام احکام کی جن کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے لیکر تشریف لائے (خواہ بطریق وحی جلی خواہ بطریق وحی خفی) ان سب کی تصدیق کرنا فرض اور لازم ہوگیا۔

حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:۔

(۱) فَـآمِـنُـوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا. (سورۃ التغابن)

سوتم اللہ پر اوراس کے رسول پر اوراس کے نور پر جو کہ ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ۔(بیان القرآن)

آیت پاک میں رسول سے مرادفرد اکمل نبی افضل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اورالنور سے مراد قرآن پاک ہے جو سراپا نور ہے۔

(۲) اِنَّـآ اَرْسَـلْـنٰـکَ شَاھِـدًا وَّمُبَشِّـرًا وَّنَـذِیْـرًا لِتُـؤْمِـنُـوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ الایۃ(سورۃ الفتح)

ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اورڈرانے والا کر کے بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اوراس کے رسول پر ایمان لاؤ۔(بیان القرآن)

(۳)قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًاالَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السموات وَالْاَرضِ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمَاتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ. (سورۃ الاعراف)

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سواللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کروتا کہ تم راہ پرآجاؤ۔(بیان القرآن)

(۴)وَمَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِنَّا اَعْتَدْنَالِلْکَافِرِیْنَ سَعِیْراً. (سورۃ الفتح)

اور جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاوے گا سو ہم نے کافروں کیلئے دوزخ تیار کررکھی ہے۔(بیان القرآن)

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا فرض وواجب ہے اور ایمان باللہ بھی ایمان بالرسول کے بغیر معتبر نہیں اور جس شخص کا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ ہو وہ کافر ہی ہے جس کے لئے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے اگر چہ نسل کے اعتبار سے اپنے کو مسلمان ہی سمجھتا ہو اور اس کا نام بھی مسلمانوں جیسا ہو اور سرکاری کاغذات میں بھی اپنے کو مسلمان لکھتا ہو۔اس مضمون کو حدیث پاک میں بھی بیان کیا گیا ہے:۔

(۱)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وبما جئت به فَاِذَا فَعَلُوْا ذَالِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ. (متفق علیه[۱])

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور مجھ پر ایمان لے آئیں اور اس (شریعت) پر جس کو میں لے کر آیا ہوں جب وہ ایسا کرلیں گے تو اپنے خونوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچالیں گے مگر ان کے حق کے ساتھ (مثلاً کسی نفس کو ناحق قتل کردینا یا شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرلینا وغیرہ کہ اس صورت میں اس پر حد جاری ہوگی) اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

یعنی جب لوگ اللہ تعالی کے معبود برحق ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کی شہادت دیں تو اب ان سے جنگ نہیں کی جائیگی اور دلوں کی پوشیدہ حقیقت اللہ تعالی کے سپرد ہے کہ آخرت میں اسی کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ ہوگا۔

[۱] یہ حدیث معمولی فرق کے ساتھ مشکوۃ شریف ص ۱۱ پر موجود ہے۔۱۲

ایک دوسری حدیث میں جو حدیث کی کتب ستہ میں موجود ہے، اور علامہ سیوطیؒ نے اس کو متواتر کہا ہے[1] اس طرح ہے:۔

اُمِرْتُ اَنْ اقاتل النَّاسَ حتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّی دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ.

مجھے حکم کیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب وہ یہ شہادت دیں گے تو مجھ سے اپنے خونوں اور اپنے مالوں کو بچالیں گے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدَ اَرَّسُوْلُ اللّٰهِ[2] صلی الله علیه وسلم (شرح الشفاء)

مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم کیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان باللہ ایمان بالرسول کے بغیر معتبر نہیں چونکہ ایمان باللہ کا کیا مطلب ہے یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ معلوم ہوگا۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر تو ایمان رکھتا ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول برحق نہ مانتا ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا یا ضروریات دین میں سے کسی جز کا انکار کرتا ہو تو ایسا شخص کافر ہی ہے کہ اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنگ کرنے کا حکم کیا گیا ہے۔ اسی کو اس حدیث پاک میں بیان فرمایا گیا ہے۔

---

[1] شرح الشفاء ج ۲ ص ۵ [2] مشکوۃ شریف ص ۱۲

ایمان نہ لانے پر وعید شدید

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَهُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ. رواه مسلم
(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے نہیں سنے گا اس امت میں سے کوئی مجھکو (میری رسالت کی خبر کو) خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی (یعنی خواہ کوئی بھی ہو) اور اس شریعت پر ایمان لائے بغیر مرجائے جس کے ساتھ مجھکو مبعوث کیا گیا ہے وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔

اس حدیث پاک سے واضح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ہر شخص کے لئے ایمان لانا ضروری اور لازم ہے اور شریعت محمدیہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب ہرگز ہرگز کافی نہیں۔

ولنعم ماقیل.

ہے نبوت ہر نبی کی حق مگر اس دور میں
سکۂ دین نبی مصطفیٰ کا ہے چلن
قلب ناداں باب رحمت دیکھکر جانا کہیں
ہے ہنسی اس میں جگت کی اور اپنا ہے مرن[1]

[1] یہ دونوں شعر حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب قدس سرہ کے ہیں۔۱۲

ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد ہے؟

ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کومخلوق کے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے اور جو شریعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیکر تشریف لائے ہیں اس سب کی تصدیق کرے کہ وہ سب حق ہے اور جو کچھ بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا خواہ وہ از قبیل مامورات[۲] ہوں یا از قبیل منہیات[۳] سب کو حق اور سچا جانے اور ان چیزوں کے زبانی اقرار وشہادت کے قلبی تصدیق بھی مطابق ہو۔

تصدیق قلبی کی ضرورت

حدیث جبرئیل میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے میں سوال کیا کہ اسلام کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔مشکوۃ شریف ص/۱۱	یہ کہ آپ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ اسلام (نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا، استطاعت ہونے پر حج کرنا،) وغیرہ کا ذکر فرمایا، اس کے بعد سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے ایمان کے بارے میں سوال کیا کہ ایمان کیا چیز ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

---

۲ جن کا حکم کیا گیا ہے۔ ۳ جن کے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ. الخ	یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پرایمان لاؤاوراس کے فرشتوں پراوراس کی کتابوں پراوراسکے رسولوں پر۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی حقیقت ذات اور حقیقت صفات کی تصدیق کرنا اور اس کی تصدیق کرنا کہ فرشتے نیک ومعصوم مطیع وفرمانبردار بندے ہیں جو نہ مرد ہیں نہ عورت۔

اور کتابوں پر ایمان لانا یعنی یہ تصدیق کرنا کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں اور رسولوں پر ایمان لانا یعنی یہ تصدیق کرنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے پاس مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت کے دن اور تقدیر وغیرہ پر ایمان لانے کا ذکر فرمایا یہ حدیث حدیث کی کتب ستہ میں مفصل موجود ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے صحیح ہونے کے لئے قلبی تصدیق اور اعتقاد جازم (پختہ یقین) ضروری ہے۔

اسی وجہ سے قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے۔

(۱)قَالَتِ الْاَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْ مِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا لَمْ یَدْخُلِ الْاِ یْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًااِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا	یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے لیکن یوں کہو کہ ہم مطیع ہوگئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مان لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے ذرا بھی کمی نہ کرے گا

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُوْلٰئِکَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ. (سورة الحجرات)

بیشک اللہ غفور رحیم ہے پورے مؤمن وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے خدا کے راستہ میں محنت اٹھائی۔ یہ لوگ سچے ہیں۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ ایمان کیلئے قلبی یقین اور اعتقاد جازم ضروری ہے اگر ذرا بھی شبہ ہوتو ایمان صحیح نہ ہوگا جیسا کہ آیت پاک ثم لم یرتابو (پھر شک نہیں کیا) میں واضح فرمایا۔

نیز آیت پاک میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسول کو ذکر فرمایا جیسا کہ اور متعدد آیات میں ایسا ہی ہے جس سے خوب واضح ہے کہ ایمان بالرسول کے بغیر ایمان ہی درست نہیں، اور ایمان بالرسول کی حقیقت اوپر واضح ہوچکی ہے کہ زبانی اقرار وشہادت کے ساتھ دل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالی کا رسول ہونے کا پختہ یقین واعتقاد کرنا یہی حالت مطلوب ہے، اوراس کا عکس کہ زبان سے اقرار کرے اور گواہی دے مگر دل میں یقین واعتقاد نہ ہوتو یہی وہ حالت ہے جسکو منافقت سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ آیت پاک میں ہے:۔

اِذَا جَاءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ انک لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهُ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَاذِبُوْنَ.

جب آپکے پاس یہ منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالی گواہ ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں۔ (بیان القرآن)

باوجودیکہ وہ لوگ قسمیں کھا کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کا رسول ہونیکی شہادتیں دے رہے تھے لیکن ان کے دل میں رسول ہونے کا یقین واعتقاد نہیں تھا اس وجہ سے ان کو جھوٹا کہا گیا اور اس زبانی اقرار اور شہادت کے باوجود وہ مؤمن نہ ہوئے اور اخروی اعتبار سے ان کا حکم کافروں ہی جیسا رہا کافروں ہی کی طرح جہنم میں جائیں گے بلکہ عام کفار کے مقابلہ میں کفار منافقین کو سخت عذاب ہوگا۔

عام کفار کے مقابلہ میں کفار منافقین کو سخت عذاب ہوگا

ارشاد خداوندی ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَلَھُمْ نَصِیْرًا. (سورۃ النار)

بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جاویں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہیں پاوے گا۔(بیان القرآن)

گو دنیا میں ان کے زبانی اقرار وشہادت اور ظاہری انقیاد واطاعت کی وجہ سے ان کے ساتھ کافروں جیسا معاملہ نہ کیا جائے مگر آخرت میں عذاب سے نجات دلانے کے لئے یہ کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قلبی تصدیق واعتقاد ضروری ہے، خدائے پاک ہم سب کو ایمان کامل نصیب فرمائے۔ اسی پر جلائے اسی پر موت نصیب فرمائے۔ (آمین)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا
مِنْ لَدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ.

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

دوسرا حق

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا واجب ولازم ہونا

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا نبی ورسول مان لینا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیان فرمودہ احکام اور ان کی لائی ہوئی شریعت اور اس کے ہر ہر جز کے برحق اور منجانب اللہ ہونیکی تصدیق کر چکے تو بدیہی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری طرح اطاعت لازم ہوگئی چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

یٰـاَیُّھَـا الَّـذِیْـنَ آمَـنُـوْا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَرَسُـوْلَـہٗ وَلَاتَـوَلَّـوْ عَـنْـہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ. (سورۃ الا نفال)

اے ایمان والو اللہ کا کہنا مانو اور اسکے رسول کا اور اس (کہنا ماننے) سے روگردانی مت کرو اور تم سن لیتے ہی ہو (بیان القرآن)

اَطِیْعُوْ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کے بعد وَلَا تَـوَلَّوْا عَنْہُ میں ضمیر مفرد لائے جو رَسُوْلَہٗ کی طرف راجع ہے[۱] جس کا مطلب ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جس کا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ میں حکم ہے اس کی دلیل یہ آیت بھی ہے۔

(۱) مَـنْ یُّـطِـعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ. (سورۃ النساء)

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ ہی کی اطاعت کی۔

(۲) قُلْ اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ. (سورۂ آل عمران)

آپ (یہ بھی) فرما دیجئے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی (ﷺ)

---

[۱] ضمیر کا مرجع اطاعت بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔۱۲

(۳)وَاَطِیْعُوْااللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ. (سورۃ آل عمران)

اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم رحم کئے جاؤ گے۔(بیان القرآن)

(۴)وَاَطِیْعُوْااللّٰہَ وَاَطِیْعُوْاالرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْااَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَاالْبَلٰغُ الْمُبِیْن. (سورۃ المائدۃ)

اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو، اور اگر اعراض کروگے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچادینا تھا۔(بیان القرآن)

(۵)قُلْ اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْافَاِنَّمَاعَلَیْہِ مَاحُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَاحُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْاوَمَاعَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ. (سورۃ النور)

آپ کہیے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ وہی ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا ہے اور اگر تم نے انکی اطاعت کرلی تو راہ پر جالگوگے اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔(بیان القرآن)۔

نیز ارشاد خداوندی ہے جس کا ضمناً پہلے بھی ذکر آیا ہے۔

(۶)مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْاَطَاعَ اللّٰہَ.(سورۃ النساء)

جس شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے خداتعالیٰ کی اطاعت کی۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کا شان نزول۔

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ اَحَبَّنِیْ فقد احب اللہَ وَمَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللہَ.

جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

تو منافقین نے کہا کہ دوسروں کو شرک سے منع کرتے ہیں اور خود اپنے کو شریک کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ ان کو رب بنالیا جائے جیسا کہ نصاریٰ نے عیسی علیہ السلام کو رب بنالیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بعینہ اللہ تعالی کی اطاعت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے علیحدہ کوئی چیز نہیں جس سے شرک کا ایہام ہو۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے احکام کو پہنچانے والے ہیں حقیقۃً حکم دینے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں خواہ وہ حکم وحی جلی کے ساتھ ہو خواہ وحی خفی کے ساتھ، اول کو کتاب اللہ اور ثانی کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حقیقۃً اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔

آیت ذیل سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا لازم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ارشاد ہے:۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (سورۃ الحشر)

اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔ (بیان القرآن)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت پر انعام عظیم۔

(۸)وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. (سورۃ النساء)

اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالی نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔(بیان القرآن)

اس آیت پاک میں اللہ تعالی نے اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر کتنے بڑے انعام کا وعدہ فرمایا ہے، انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء، صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی جنت میں معیت و رفاقت کتنی بڑی نعمت ہے جو مر مٹنے کی چیز ہے دنیا بھر کے خزانوں، عیش و آرام کی اس کے سامنے کیا حیثیت ہے خدائے پاک ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کمال اطاعت نصیب فرما کر یہ نعمت عظمیٰ نصیب فرماوے۔(آمین)

(۹)وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. (سورۃ النساء)

اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جائے۔

جب تمام پیغمبروں کو اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے تو سید المرسلین خاتم النبیین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واجب الاطاعت ہونا بدرجہ اولیٰ ظاہر و ثابت ہو گیا۔

کفار کی جہنم میں پکار

قرآن پاک میں حق تعالیٰ شانہ نے بیان فرمایا ہے کہ کفار جب جہنم میں پڑے ہوں گے تو اس طرح پکاریں گے۔

(۱۰)یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ یَقُوۡلُوۡنَ یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا. (سورۃ الاحزاب)

جس روز ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہوتی۔

کفار کی جہنم میں تمنا

کفار جب جہنم میں مبتلاء ہوں گے اس وقت یہ تمنا کریں گے جس سے انہیں کچھ نفع نہ ہوگا اور دنیا میں جن سرداروں کی اطاعت کرتے تھے ان کے بارے میں کہیں گے۔

وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا رَبَّنَاۤ اٰتِهِمۡ ضِعۡفَیۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا کَبِیۡرًا.(سورۃ الاحزاب)

اور یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو راستہ سے گمراہ کیا تھا۔ اے ہمارے رب ان کو دوہری سزا دیجئے، اور ان پر بڑی لعنت کیجئے۔(بیان القرآن)

ایک آیت پاک میں ہے:۔

(۱۱)وَیَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیۡهِ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِی اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِیۡلًا.

اور جس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاوے گا کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ راہ پر لگ لیتا۔(بیان القرآن)

قرآن پاک کی اور متعدد آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم کیا گیا ہے اختصار کی وجہ سے ان چند آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور آگے اس مضمون کی چند حدیثیں بطور نمونہ نقل کرتا ہوں ورنہ تو اس مضمون میں بیشمار احادیث ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

(۱) لاَ اُلْـفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئاً عَلیٰ اَرِیْـکَتِهٖ یاتیه الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَـرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَیْتُ عَنْهُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَـاوَجَـدْنَـافِیْ کِتَـابِ اللّٰهِ اتَّبَـعْـنَـاهُ. روه احـمـد وابـو داؤد والترمذی و ابن ماجه و البیهقی فی دلائل النبوة.

ہرگز میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر بیٹھا ہوا اور اس کے پاس کوئی حکم آئے جس کے متعلق میں نے حکم دیا یا منع فرمادیا ہے اور وہ یوں کہہ دے میں نہیں جانتا جو کچھ ہم نے کتاب اللہ میں پایا ہے ہم تو بس اسی پر عمل کریں گے۔

مشکوۃ شریف ص/ ۲۹

فرقۂ اہل قرآن کا رد۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں اور رسول کریم صلی تعالیٰ اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتے ان کا خود قرآن پاک ہی پر عمل نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت ضروری نہ سمجھنے کی وجہ سے ان تمام مذکورہ بالا آیات کا (جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا فرض ولازم ہونا ثابت ہے) انکار لازم اور تکذیب لازم آنے کی وجہ سے ایسے لوگ مسلمان ہی نہیں۔

امیر کی اطاعت اور اس کا حکم۔

(۲)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اطاعنی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ الحدیث. مشکوۃ شریف ص ۳۲۳، بخاری شریف ص ۱۰۸۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جو امیر کی اطاعت کرے وہ میری اطاعت کرنے والا ہوگا، اور جو امیر کی نافرمانی کرے وہ میری نافرمانی کرنے والا ہوگا۔

امیر کی اطاعت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حکم دے کہ اس صورت میں اس کی اطاعت کی جائیگی اور اگر امیر شریعت کے خلاف حکم کرے پھر اس کی اطاعت جائز نہیں۔

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

حدیث پاک میں ہے۔لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (مشکوۃ شریف ص ۳۲۱) جس چیز میں خالق و مالک تعالیٰ شانہ کی نافرمانی لازم آتی ہو اس میں کسی بھی مخلوق کی کوئی بھی اطاعت جائز نہیں۔

ایک حدیث پاک میں ہے:۔

(۳)اِذَانَهَیْتُکُمْ عن شَیٍٔ فَاجْتَنِبُوْهُ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیٍٔ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ الحدیث.

جب میں تم کو کسی بات سے منع کردوں تو اس سے باز رہو۔اور جب کسی شئی کا حکم کروں تو جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرو۔

(بخاری شریف ص/ ۱۰۸۲)

ایک حدیث پاک میں ہے:۔

(۴)کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قَالُوْا وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَوَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْاَبٰی. (بخاری شریف ص/۱۰۸۱)

میری تمام امت ہی جنت میں داخل ہوگی اس شخص کے سوا جس نے انکار کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا انکار کرنے والا کون ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نا فرمانی کی وہ انکار کرنے والا ہے۔

(۵)مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَابَعَثَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًافَقَالَ یَاقَوْمِ اِنِّی رَاَئیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّی اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانِ فَالنَّجَاء فَاَطَاعَهُ طَائِفَةٌ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مثال اور جس شریعت کیساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اسکی مثال اس شخص کے مثل ہے جو قوم کے پاس آکر کہے میں نے دشمن کا

مِنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَالِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَكَذَّبَ مَاجِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ. بخاری شریف (ص ۱۰۸۱/۲)

لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور بلا شبہ میں ننگا[1] ڈرانے والا ہوں پس جلد بچنے کی فکر کرو۔ پس اسکی قوم میں سے ایک جماعت نے اسکی اطاعت کی اور راتوں رات چل دئے اور مہلت پا کر نکل گئے اور نجات پاگئے اور ان میں سے ایک جماعت نے اسکو جھٹلایا اور اپنی ہی جگہ صبح تک رہے پھر صبح کے وقت لشکر ان کے پاس آپہنچا اور اس نے انکو ہلاک اور نیست و نابود کر دیا پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے میری اطاعت کی اور میری لائی ہوئی شریعت کا اتباع کیا اور اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی اور جس حق کو میں لیکر آیا ہوں اسکی تکذیب کی۔

[1] زمانۂ جاہلیت میں عرب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص اپنی قوم کو دشمن سے ڈرانا چاہتا تھا اور اسے خطرہ ہوتا تھا کہ قوم میری تصدیق نہ کرے گی تو کپڑے اتار کر حالت برہنگی میں قوم کو پکارتا اور یہ کپڑے اتارنا ان کے نزدیک اس بات کی دلیل ہوتی تھی کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے اس کا خبر دینا جھوٹ یا مکر وفریب یا ہنسی مذاق کی بنیاد پر نہیں ہے۔

ایک دوسری حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال بیان فرمائی ہے۔

(٦) كَمَثَلِ مَنْ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مِنْ مَأْدُبَةٍ وَبَعَثَ دَاعِياً فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ۔[1]
(شرح شفاء)

میری مثال اس شخص کے مثل ہے جس نے کوئی گھر بنایا اور اس میں عمدہ قسم کا کھا تیار کیا اور داعی (بلانے والا) کو بھیج دیا پس جس نے داعی کی بات مان لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور کھانا کھایا اور جس نے داعی کی بات نہیں مانی نہ وہ گھر میں داخل ہوا نہ کھانا کھا سکا۔ اس مثال میں گھر تو جنت ہے اور داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ ہی کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے مؤمن ہیں اور نہ ماننے والے کافر ہیں)

ان سب آیات واحادیث سے سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا فرض ولازم ہونا واضح ہے۔

[1] بخاری شریف ص ۱۰۸۱/۲ پر یہ حدیث معمولی فرق کے ساتھ موجود ہے۔۱۲

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا مطلب

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ جوبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام بیان فرمائے ہیں ان سب کی اطاعت کی جائے اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ارشادات پرعمل کیا جائے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پرعمل کرنا قرآن پاک پرعمل کرنے ہی کے مثل ہے چونکہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم بھی قرآن پاک ہی میں ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے معلوم ہوا۔ نیز قرآن پاک ہی میں بیان فرمایا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس چیز کے کرنے کا حکم فرماتے ہیں یا جس چیز سے منع فرماتے ہیں سب اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اپنی طبیعت اور خواہش کے تقاضہ سے نہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَاِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى. (سورۃ النجم)	اور نہ آپ نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔(بیان القرآن)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا:۔

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن.	حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق مبارک تو سراسر قرآن پاک ہی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر و نہی فرمانا غصہ و ناراض ہونا سب قرآن

پاک کے مطابق ہوتا تھا اپنی ذاتی غرض کی وجہ سے کسی سے انتقام تک نہ لیتے تھے ہاں اگر اللہ تعالی کے حدود کی حرمت کو کوئی ختم کرتا اور حد کو توڑتا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھر سکتی تھی۔

مولانا مناظر احسن گیلانی قدس سرہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ **انک لعلی خلق عظیم**۔اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے **کان خلقه القرآن** (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا) دونوں جگہ بجائے اخلاق کے خلق کا مفرد لفظ اسی لئے استعمال کیا ہے کہ تمام مکارم اخلاق کی جامع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک تھی۔ پھر دیکھو قرآن کی صفت ''عظیم'' قرآن ہی میں بیان کی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کی صفت بھی عظیم ہے جس کا مطلب یہی ہوا کہ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ہیں۔شیخ کے الفاظ تھے۔**فلا فرق بين النظر اليه (قرآن) وبين النظر الى رسول اللہ صلى الله عليه وسلم** (یعنی قرآن کا دیکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے) قرآن کو جسمانی صورت عطا کی گئی اسی کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے۔فرمایا قرآن کلام اللہ اور کلام اللہ اللہ کی صفت ہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی کی صفت ٹھہرے۔اسی لئے تو قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ **من يطع الرسول فقد اطاع الله** اور یہ کہ **وما ينطق عن الهوى**۔انتهى **مجالس الشیخین** ص/۳۵و۳۶۔

خدائے پاک ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اطاعت کی توفیق نصیب فرمائے۔(آمین)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ.

تیسرا حق

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں عادتوں خصلتوں کا اتباع

سید المرسلین حبیب رب العالمین (فداہ ابی وامی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں اور مبارک عادتوں خصلتوں کا اتباع بھی امت پر ضروری ہے۔

جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ويغفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالی بڑے معاف کرنے والے بڑے ہی عنایت فرمانے والے ہیں۔

قل ان کنتم تحبون اللہ الایۃ کا شان نزول

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اللہ تعالی کی محبت کا دعوی کیا اور کہا:۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّانُحِبُّ اللّٰهَ:.

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تو بیشک اللہ تعالی سے محبت کرتے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یہ بھی روایت ہے کہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی انہوں نے کہا تھا۔

نَحْنُ اَبْنَاءُ اللهِ وَاَحِبَّاؤُهُ وَنَحْنُ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ.

ہم تو اللہ کے بیٹے اور دوست ہیں یعنی جس طرح اولاد والدین کو محبوب ہوتی ہے اسی طرح ہم اللہ کو محبوب ہیں اور ہم اللہ سے بہت محبت کرنے والے ہیں۔

اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی۔جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ ان سے یوں فرمادیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعوی کرتے ہو تو میرا اتباع کرو۔اسی وقت اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے اور تم کو بخش دیں گے۔

خالق و مالک تعالیٰ شانہ کی محبت۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع کو اپنی محبت کی علامت قرار دیا بلکہ اپنی محبت کے لئے شرط فرمایا۔اور خالق و مالک حق تعالی شانہ کی محبت ایک فطری اور لازمی چیز ہے بلکہ خاصہ بشریت بلکہ خاصہ خلق ہے۔مخلوق کے ذمہ اپنے محسن، اپنے رب، اپنے خالق و مالک تعالیٰ شانہ کی محبت لازم ہے جس میں اپنے رب اپنے خالق و مالک تعالیٰ شانہ کی محبت نہیں، وہ صحیح فطرت پر نہیں ہے اس سے بڑا نمک حرام، احسان فراموش ناشکرا کوئی نہیں وہ مخلوق میں اضل ترین ہے چوپایوں سے بھی لاکھ بدتر ہے

کہ ایک کتا بھی اپنے محسن کو پہچانتا اوراس کی شکر گزاری میں اپنی جان کھپا دیتا ہے، پس جب حق تعالیٰ شانہ کی محبت مخلوق پر لازم ہےاور ضروری ہےاوراس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازم ہےاور کمال اتباع کیلئے محبت ضروری ہے، جب محبت ہوگی جب ہی کمال اتباع ہوگا۔

پس آیت پاک سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوحق معلوم ہوئے (۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع ضروری ہونا (۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کالازم ہونا۔

اتباع مع المحبۃ۔

اور جب اتباع محبت کے ساتھ ہوگا تو کچھ اور ہی لطف ہوگا، ضابطہ کا اتباع اور اتباع مع المحبۃ میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہےنوکر اور ملازم بھی اپنے مالک کا اتباع کرتا ہےاور عاشق بھی اپنے محبوب کا اتباع کرتا ہے، دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع جومطلوب ہے وہ اتباع مع المحبۃ ہے جیسا کہ عاشق محبوب کا اتباع کرتا ہےاور اتباع کرتے ہوئے ایک سرور وکیف اور ایک عجیب لطف محسوس کرتا ہے۔

اگلی آیت میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

(۲)فَلاَ وَرَبِّکَ لاَیُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.	پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جھگڑا واقع ہو اس میں یہ آپ سے تصفیہ کراویں پھر

اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں
تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کر لیں۔
(ترجمہ حضرت حکیم الامتؒ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حق۔

اس آیت پاک میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس حق کی طرف اشارہ ہے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حق اس میں بیان فرمائے ہیں۔

(۱) اپنے باہمی تمام معاملات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کو تسلیم کرنا جس کی صورت آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تو خود آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانا۔ اور آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے تمام معاملات کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ احکام اور سنتوں پر پیش کرنا اور جو ان کے مطابق ہو اس کو قبول کرنا۔

(۲) جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا (جسکی دو صورتیں اوپر بیان ہوئیں) اس کے قبول کرنے میں قلب کے اندر کسی طرح کی تنگی اور ناگواری کا نہ ہونا۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ حکم اور فیصلہ کرنے والا ایسا محبوب ہو کہ عاشق اپنی طبیعت کے مقتضیات اور خواہشات کو اس کی رضا اور خوشنودی میں فنا کر چکا ہو جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

خواہشیں قربان کردے سب رضائے دوست پر
پھر میں دیکھوں کہ دل کا چاہا کیوں نہ ہو

پس جب طالب اپنی طبیعت کے تقاضوں اور خواہشات کو محبوب کی رضا وخوشنودی میں فنا کردے گا تو محبوب کی رضا ہی اس کی رضا بن جائیگی اور محبوب کی طرف

سے جو بھی حکم ہوگا وہ اس کے عین رضا ہوگا اس وقت اس کی تعمیل کرنے اور قبول کرنے میں کسی طرح کی قلب میں تنگی اور ناگواری نہ ہوگی بلکہ اس کے برخلاف ہر حکم کی تعمیل میں ایک عجیب سرور اور لطف محسوس ہوگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ تیسرا حق ہوا کہ اپنی طبیعت کے تقاضوں اور خواہشات کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی میں فنا کردے جیسا کہ اس حدیث پاک سے ثابت اور ظاہر ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبْعًا لِمَاجِئْتُ بِهٖ. (مشکوة شریف ص/۳۰۱)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی (شریعت اور احکام) کے تابع نہ ہوجائے۔

اور ماجئت به میں قرآن وحدیث دونوں داخل ہیں پس کامل مؤمن اسی وقت ہوگا جب اپنی خواہش کو قرآن وحدیث کے تابع بنادے گا اس وقت اس کا یہ حال ہوگا۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اور عاشقوں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ محبوب سے کوئی تکلیف پہنچے اس کو بھی عین راحت سمجھتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

پھر اتباع سنت میں کوئی تکلیف بھی نہیں اگر نفس کی کم ہمتی اور کوتاہی سے کبھی کوئی گرانی محسوس ہونے لگے تو محبوب کی ادا پر قربان ہوجائے اور اس کے حکموں کی پابندی میں

لذت محسوس ہونے کا مراقبہ کرے اور اتباع جو منشطاً ومکرہاً ہر حال میں ہونا چاہئے اس کی طرف نفس کو متوجہ کرے اور نفس کو سمجھائے کہ یہ دنیا کی تھوڑی سی ناگواری برداشت کرے آخرت میں مزے ہی مزے ہوں گے۔

(۳) فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ. (سورۃ الاعراف)

سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے (ایسے) نبی امی پر (بھی) جو کہ (خود) اللہ پر اور اسکے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان (نبی) کا اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آجاؤ۔ (ترجمہ حضرت حکیم الامتؒ)

اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے حکم کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا بھی حکم دیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔ اتباع میں اتباع کے مختلف درجات ہیں لہذا جو شخص جس قدر اور جس درجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوگا اسی قدر ہدایت پر مانا جائے گا۔

(۴) اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ الاية. (سورۃ الاعراف/ پ ۹)

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انکو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے حلال بتلاتے اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔ (بیان القرآن)۔

(۵) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوْا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًا۔

تم لوگوں کیلئے یعنی ایسے شخص کیلئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے یاد کرتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

الاسوۃ فی الرسول کا مطلب۔

حکیم محمد بن علی ترمذیؒ نے بیان کیا ہے کہ **الاسوۃ فی الرسول** یہ ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا امور شریعت میں اقتدا کیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کیا جائے اور قول وفعل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کی جائے۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات طیبہ میں سے کسی کے خلاف راہ اختیار نہ کی جائے۔

اکثر مفسرین نے یہی معنیٰ بیان فرمائے ہیں۔اور چونکہ آیت پاک میں فی جس سے اسکی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہی زندگی لائق اقتداء ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تمام مبارک سنتیں، حالات طیبہ، اقوال وافعال غرضیکہ ہر ہر ادا لائق اقتداء ہے اور ہر ہر ادا میں اتباع کمال محبت کے بغیر نہیں ہوسکتا لہذا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کمال محبت کا ضروری ہونا اس سے بھی صاف ظاہر ہوا کہ محبت کیلئے اتباع لازم ہے کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

تَعْصِيْ الرَّسُوْلَ وَاَنْتَ تَزْعَمُ حُبَّهٗ

تو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نافرمانی بھی کرتا ہے اور ان کی محبت کا بھی مدعی ہے۔

هٰذَا لَعُمْرِیْ فِیْ الْفِعَالَ بَدِیْعُ

قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تیرا یہ طریقہ قیاس میں عجیب بات ہے (یعنی خلاف قیاس وعقل ہے)

لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ان کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتا۔

اِنَّ الْمُحِبُّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعُ

بے شک محبّ محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

(۶) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ. بتلا دیجئے ہم کو راستہ سیدھا راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے۔

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر صوفیاء میں سے ہیں اس آیت پاک کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ بِمُتَابَعَةِ السُّنَّةِ الخ.

صراط مستقیم یعنی ان لوگوں کے راستہ کی ہم کو ہدایت فرما جن پر آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ کے اتباع کے ساتھ انعام فرمایا ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرنے کا حکم فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع پر ہدایت کا وعدہ فرمایا جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

(۷) وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ. (سورة الاعراف) اور ان کا اتباع کروتا کہ تم راہ پر آجاؤ۔ (بیان القرآن)

(۸) وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا. (سورة النور پ/ ۱۸) اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو راہ پر جالگو گے۔ (بیان القرآن)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخلوق کی ہدایت کے لئے ہی مبعوث فرمایا ہے جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔

(۹) وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. (سورة الشوریٰ پ۲۵)

اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ ایک سیدھے راستہ کی ہدایت کررہے ہیں۔ (بیان القرآن)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر حق تعالیٰ شانہ کی محبت اور مغفرت کا وعدہ۔

نیز حق تعالیٰ شانہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرنے پر اپنی محبت اور مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:۔

(۱۰) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.

آپ فرما دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اا ور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔ (ترجمہ حضرت حکیم الامتؒ)

اسی طرح اور بے شمار آیات میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرنے کا حکم ہے اختصار کی وجہ سے یہاں ان چند آیات پر اکتفا کیا گیا (تلک عشرۃ کاملۃ) اس

مضمون کی چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)عَنْ مَالِکِ بِنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ. رواہ فی الموطا. (مشکوۃ شریف ص/ ۳۱)

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ (۱)اللہ تعالی کی کتاب (قرآن پاک)(۲)اللہ تعالی کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت۔

گمراہی سے حفاظت کا ذریعہ۔

معلوم ہوا کہ کتاب اللہ قرآن پاک اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر مضبوطی سے عمل کرنا ہی گمراہی سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(۲) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ:۔

اَنَّہُ قَالَ فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِفَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ.

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری سنت اور خلفاء راشدین مہدین کی سنت ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑ لو اور بے سند گھڑی ہوئی باتوں (بدعات) سے اپنے آپ کو بچاؤ

(جمع الفوائد ص/ ۱۷ ج/ ۱)

زاد فی حدیث جابر بمعناه وكُلُّ ضَلالَةٍ فِيُ النَّارِ.

چونکہ ہر بے سند گھڑی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ جملہ بھی زیادہ ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

صَنَعَ رَسُوُلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيُهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيُهِ فَتَنَزَّهَ عَنُهُ قَوُمٌ فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثُنٰى عَلَيُهِ ثُمَّ قَالَ مَابَالُ قَوُمٍ يَتَنَزَّهُوُنَ عَنِ الشَّئِ اَصۡنَعُهُ، فَوَاللهِ اِنِّى لَاَعُلَمُهُمُ بِاللهِ وَاَشَدُّهُمُ لَهُ خَشُيَةً.

(مشكوة شريف ص/ ۲۷)

(بخاری شریف ص/۱۰۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور رخصت پر عمل فرمایا کچھ لوگوں نے اس پر عمل کرنے سے پرہیز کیا اس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا، ان لوگوں کا کیا حال ہے اس چیز سے بھی پرہیز کرتے ہیں جس کو میں کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں ان سب میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ جاننے والا اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرانے والا ہوں۔

اس لئے کہ جس درجہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت ہوگی اسی درجہ اس کی عقوبات کا اور اپنے حالات ومقامات کے حجاب کا ڈر اور اندیشہ ہوگا۔

ایک حدیث پاک میں ہے۔

(۴) اُمِرَتُ اُمَّتِىُ اَنُ يَّاُخُذُوُا بِقَوُلِىُ وَيُطِيُعُوُا اَمُرِىُ وَيَتَّبِعُوُا

میری امت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ میرے قول کو اختیار کریں اور

سُنَّتِیْ فَمَنْ رَضِیَ بِقَوْلِی رَضِیَ بِالْقُرآنِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَمَا آتَکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا. (شرح شفاء قاضی عیاض)

میرے حکم کی اطاعت کریں اور میری سنت کی اتباع کریں پس جو شخص میرے قول کے ساتھ راضی ہوگیا وہ قرآن کے ساتھ راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو جس چیز کا حکم کریں اس کو لے لو (اس پر عمل کرو) اور جس چیز سے تم کو منع کریں اس سے باز رہو۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

(۵) مَنْ اِسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ فَھُوَ مِنِّی وَمِنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی (شفا قاضی عیاض)

جس شخص نے میری سنت کا اقتداء کیا (اس پر عمل کیا) تو وہ مجھ سے یعنی میرے گروہ اور میرا اتباع کرنے والوں میں سے ہے اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرا اتباع کرنے والوں میں سے نہیں ہے یا میرا اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔

اَنَّہُ قَالَ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرُ الْھَدْیِ ھَدْیُ

بے شک بہترین حدیث کتاب اللہ (قرآن پاک ہے) اور بہترین طریقہ

مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. رواه مسلم (مشكوة شريف ص/۲۷) (بخاری شريف ص ۱۰۸۱)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور سب سے بدتر امور بے سند گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ سب طریقوں سے بہتر ہے تو اس کا اتباع کرنا بھی ضروری ہے۔

العلم ثلاثة.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

(۷) اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا سِوٰى ذَالِكَ فَهُوَ فَضْلٌ. (مشكوة شريف ص/۳۵)

اصل علم تین چیزوں کا علم ہے (۱) آیت محکمہ (۲) سنت قائمہ (۳) فریضۂ عادلہ۔ اوران کے علاوہ جو علم ہے وہ ضرورت سے زیادہ ہے۔

آیت محکمہ کا مطلب۔

آیت محکمہ سے آیت قرآنیہ مراد ہیں۔ محکمہ بمعنی مضبوط ہے قرآن شریف کی تمام آیات مضبوط ہیں۔ کیونکہ اس کے الفاظ و معانی میں ذرا بھی خلل اور کجی نہیں ہے۔

سنت قائمہ کا مطلب۔

سنت قائمہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال واعمال اور اقوال مراد

ہیں۔ قائمہ بمعنی ثابتہ ہے اس لفظ کے بڑھانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ ہر کس و نا کس کے کہہ دینے سے کسی چیز کو سنت کہہ دینا ٹھیک نہ ہوگا بلکہ جو قول و فعل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہوا سی کو سنت سمجھنا چاہئے۔

فریضۂ عادلہ کا مطلب علم فقہ، اصول فقہ کی ضرورت۔

فریضہ عادلہ سے فرائض دینیہ شرعیہ مراد ہیں۔ فریضۂ عادلہ کو علیحدہ سنت قائمہ آیت محکمہ کے بعد ذکر کرنے سے علم فقہ، اصول فقہ کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

سنت کو مضبوط پکڑنے کی وجہ سے جنت میں داخلہ۔

ایک حدیث شریف میں ہے:۔

(۸) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُدْخِلُ الْعَبْدَ الْجَنَّةَ بِالسُّنَةِ تَمَسَّكَ بِهَا. (شفاء قاضی عیاض)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے اس کے سنت کو مضبوط پکڑنے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے۔

فساد امت کے وقت سنت پر عمل کرنے کا ثواب۔

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

قَالَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ. (مشکوٰۃ شریف ص / ۳۰)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری امت کے فساد کے وقت جو شخص میری سنت کو مضبوط پکڑے (اور اس پر عمل کرے) اس کیلئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

فساد امت کا مطلب۔

لفظ فساد کے عموم میں فساد اعتقاد اور فساد اعمال سب ہی داخل ہیں، سنت چھوڑ کر اپنی ذاتی آراء وافکار کا اتباع کرنا فساد عظیم ہے اور اسکے مقابلہ میں ایسے بگاڑ کے زمانہ میں عقیدہ وعمل کے اعتبار سے سنت نبوی پر مضبوطی سے جم جانا سو شہیدوں کا ثواب ملنے کا ذریعہ ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:۔

(۱۰)قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اِفْتَرَقُوْا عَلٰى اِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَاِنَّ اُمَّتِيْ تَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ كُلُّهَا فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةٌ قَالُوْا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ مَااَنَاعَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ.

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں پر متفرق ہوگئے اور بے شک میری امت تہتر فرقوں پر متفرق ہوجائے گی اور وہ تمام فرقے ایک فرقہ کے سوا جہنم میں جائیں گے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ فرقہ کونسا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ فرقہ وہ ہے جو اس طریقہ پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں یعنی جولوگ میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ کو اختیار کریں گے وہ نجات پائیں گے باقی سب جہنم میں جائیں گے۔

ترمذی وابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشادفرمایا:۔

(۱۱)مَنْ اَحْیٰی سُنَّةً مِنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئاً وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا یَرْضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَایَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْئًا. رواه الترمذی ورواه ابن ماجه(مشکوٰة شریف ص/ ۳۰)

جس شخص نے میری کسی سنت کوزندہ کیا جس کو میرے بعد مردہ کر دیا گیا (یعنی اس پرعمل کرنا چھوڑ دیا گیا تھا) تو بے شک اس شخص کوان تمام لوگوں کے مثل اجر ملے گا جو قیامت تک اس پر عمل کریں گےان کے اجر میں سے کچھ کمی نہ ہوگی اور جسنے کچھ بدعت ضلالت ایجاد کی جس کو اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پسندنہیں کرتا تو اس کوان تمام لوگوں کے مثل جو قیامت تک اس پرعمل کریں گے گناہ ملے گا۔ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی نہ ہوگی۔

ایک حدیث پاک میں یہ الفاظ بھی ہیں:۔

(۱۲)مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ. مشکوٰة شریف ص/ ۳۰

جس نے میری سنت کوزندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت اس طرح ہے:۔

قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

اَحْیٰی سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِیْ وَمَنْ اَحْیَانِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ. (شفاء قاضی عیاض)	فرمایا جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہونگے۔

احیاءِ سنت کا مطلب۔

سنت کو زندہ کرنے سے مراد سنت پر عمل کر کے اور اس کو دوسروں تک پہنچا کر اس کو عام اور شائع کرنا ہے اور فقد احیانی سے مراد یہ ہے کہ اس نے میرے ذکر کو بلند کیا اور میرے حکم اور طریقہ کو ظاہر کیا۔

خواہشات کو شریعت کے تابع کئے بغیر مؤمن نہیں ہوسکتا۔

(۱۳)عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بِنَ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبْعاً لِمَا جِئْتُ بِہٖ رواه فی شرح السنة وقال النووی فی اربعینه هذا حديث صحيح رويناه فی كتاب الحجة باسناد صحيح. (مشكوٰة شريف ص/۳۰)	حضرت عبداللہ بن وعمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع ہوجائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اگر زندہ ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع فرماتے۔

(۱۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس میں ان کے توریت کا نسخہ لاکر پڑھنے کا ذکر ہے فرماتے ہیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَاَ لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِی لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ. رواه الدارمی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے سامنے ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرلو تو صحیح راستہ سے بھٹک جاؤ گے اور اگر وہ (موسیٰ علیہ السلام) زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ بھی میرا اتباع کرتے۔

ان سب احادیث سے سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کا ضروری وفرض ہونا واضح وظاہر ہے۔ خدائے پاک ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کامل نصیب فرماوے۔ (آمین)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبداً عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتباع سنت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ایک شخص نے سوال کیا۔

فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ وَلاَ نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فَقَالَ اِبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَا ابْنَ اَخِيْ اِنَّ اللهَ بَعَثَ اِلَيْنَا مُحَمَّدًا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئاً وَاِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ. (نسائی شریف ص/۲۱۱ ج/۱)

اے ابوعبد الرحمٰن بیشک صلاۃ خوف اور صلاۃ حضر کا ذکر تو ہم قرآن میں پاتے ہیں اور صلاۃ سفر کو نہیں پاتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا بھتیجے بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف نبی بنا کر بھیجا درانحالیکہ ہم کچھ نہ جانتے تھے اور پس ہم تو اسی طرح عمل کریں گے جس طرح ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

یعنی ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں قصر کرتے ہوئے دیکھا ہے اسلئے ہم بھی قصر کریں گے۔ قرآن پاک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن پاک نازل ہوا ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں قصر کرنے کا حکم فرمایا۔

سفر میں قصر صلوٰۃ صدقہ ہے۔

ارشاد فرمایا:۔

صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ.

قصر صلاۃ صدقہ ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا صدقہ فرمایا ہے پس اللہ تعالیٰ کے

صدقہ کو قبول کرو۔ (مشکوۃ شریف ص/۱۱۸)

سفر میں قصر کرنا واجب ہے

اس حدیث پاک میں فاقبلوا امر ہے اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے اس لئے قصر کرنا واجب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شریعت کو کتاب اللہ اور سنت کے ذریعہ بیان فرمایا۔ ہے اس لئے ان دونوں میں سے جو شخص کچھ بھی چھوڑ دے گا تو وہ گمراہی میں پڑ جائے گا۔

خلفاء راشدین کا اتباع

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوُلَا ۃُ الْاَمْرِ بَعْدَہٗ سُنَنًا اَلْاَخْذُ بِھَا تَصْدِیْقٌ لِکِتَابِ اللّٰہِ وَاِسْتِعْمَالٌ لِطَاعَۃِ اللّٰہِ وَقُوَّۃٌ عَلٰی دِیْنِ اللّٰہِ لَیْسَ لِاَحَدٍ تَغْیِیْرُھَا وَلَا تَبْدِیْلُھَا وَلَا النَّظْرُ فِیْ رَأْیِ مَنْ خَالَفَھَا مَنِ اقْتَدٰی بِھَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طریقہ جاری فرمایا اور آنحضرت ﷺ کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ ہی کے طریقہ کے مطابق کچھ سنتوں (طریقوں) کی بنیاد ڈالی پس ان سب کو اختیار کرنا اور عمل کرنا کتاب اللہ کی تصدیق[۱] اور اللہ کی اطاعت[۲] ہے اور اللہ کے دین

---

[۱] قرآن پاک میں ہے وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو جس چیز کا حکم کریں اس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا کتاب اللہ کی تصدیق ہے۔۱۲

[۲] اللہ پاک کا رشاد ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے اور کتاب اللہ پر ہی عمل کرنا ہے۔۱۲

مُهْتَدٍى وَمَنْ اِسْتَنْصَرَ بِهَا مَنْصُوْر وَمَنْ خَالَفَهَا وَاتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَّاهُ اللهُ تَعَالٰى مَاتَوَلّٰى وَاَصْلَاهُ جَهَنَّمَ وَسَآئَتْ مَصِيْرًا.

کو قوی کرنا ہے کسی کو اس میں (کمی زیادتی کے ذریعہ) تغییر وتبدیل کا حق نہیں اور جو بلا دلیل شرعی (اجماع وقیاس) کے محض اپنی رائے سے انکے طریقہ کی مخالفت کرے اسکی رائے میں نظر کرنا بھی جائز نہیں، جو اس طریقہ کی اقتداء کرے وہ ہدایت یافتہ اور جو اسکے ساتھ مدد طلب کرے وہ منصور (کہ اللہ کی طرف سے اسکی مدد کی جاتی ہے) اور جو ان مؤمنین (جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت خلفاء راشدین پر مجتمع ہیں) کے راستہ کے علاوہ اور کسی راستہ کی اتباع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکو اسی طرف لگا رہنے دے گا جس طرف وہ لگا اور اسکو جہنم میں داخل فرمائیں گے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

ابن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

بَلَغَنَا عَنْ رِجَالٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اَلْاِعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نِجَاةٌ.

ہمیں اہل علم (صحابہؓ تابعینؒ) سے یہ بات پہنچی کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ سنت کو مضبوط پکڑ لینا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

سنت۔فرائض۔لغت سیکھنے کا حکم

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عمّال کو لکھا تھا کہ سنت (احادیث) کا علم حاصل کرو اور فرائض ولغت کو سیکھو اور یہ بھی فرمایا۔

سنت سے واقفیت کی ضرورت

اِنَّ اُنَاسًا یُجَادِلُوْنَکُمْ یَعْنِیْ بِالْقُرْآنِ فَخُذُوْهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّ اَصْحَابَ السُّنَنِ اَعْلَمُ بِکِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی.

بے شک کچھ لوگ تم سے قرآن پاک کے ساتھ جھگڑا کرینگے (یعنی قرآن پاک کے ظاہر کو پیش کر کے حجت کرینگے) تم انکا سنتوں کے ساتھ مواخذہ کرو۔ اسلئے کہ سنتوں سے واقفیت رکھنے والے ہی کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

یعنی جو حضرات سنتوں سے زیادہ واقف ہیں وہ کتاب اللہ سے بھی زیادہ واقف ہیں چونکہ سنتوں واحادیث ہی کے ذریعہ قرآن پاک کی تفسیر کی گئی ہے اور اس کی مراد کو ظاہر کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی واقعہ ہے کہ انہوں نے حج کے موقع پر مقام ذوالحلیفہ پر سنت احرام کی دو رکعتیں پڑھیں اور تلبیہ پڑھا اور اس کے بعد فرمایا:۔

اَصْنَعُ کَمَارَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ.

جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے اس طرح میں بھی کرتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اِنِّیْ لَسْتُ بِنَبِیٍّ وَلَایُوْحٰی اِلَیَّ وَلٰکِنِّیْ اَعْمَلُ بِکِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَبِسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِی النُّسْخَۃِ مَا اسْتَطَعْتُ.

بیشک نہ میں نبی ہوں نہ میرے پاس وحی آتی ہے لیکن میں کتاب اللہ اور اللہ کے نبی محمد ﷺ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہوں اور ایک نسخہ میں ہے جتنی طاقت رکھتا ہوں یعنی طاقت بھر عمل کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اِقْتِصَادٌ فِیْ سُنَّۃٍ خَیْرٌ مِنْ اِجْتِھَادٍ فِیْ بِدْعَۃٍ. جمع الفوائد ص/ ۱۷ ج/ ۱

سنت کے مطابق میانہ روی سے عمل کرنا بدعت میں کوشش ومجاہدہ کرنے سے بہتر ہے۔

(اس لئے کہ سنت پر ثواب ہے اور بدعت پر عذاب ہوتا ہے)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

صَلَاۃُ السَّفَرِ رَکْعَتَانِ مَنْ خَالَفَ السُّنَّۃَ کَفَرَ.

سفر کی دو رکعتیں ہیں جس نے سنت کو چھوڑ دیا اس نے کفران نعمت کیا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مقولہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عَلَیْکُمْ بِالسَّبِیْلِ وَالسُّنَّۃِ فَاِنَّہٗ مَاعَلَی الْاَرْضِ مِنْ عَبْدٍعَلَی

راہ حق اور سنت (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو لازم پکڑ کر یہ پس

السَّبِيْــلِ وَالسُّــنَّةِ ذَكَـرَاللّٰهَ فِيْ
نَــفْسِــهٖ فَـفَـاضَـت عَيْـنَـاهُ مِـنْ
خَشْيَةِاللّٰهِ تَـعَــالٰــى فَيُـعَـذِّبُــهُ
اللّٰهُ اَبَـدًاوَمَـاعَلَى الْاَرْضِ من عَبْدٍ
عَـلَـى السَّبِيْلِ وَالسُّنَّةِذَكَرَاللّٰهَ فِيْ
نَفْسِهٖ فَاقْشَعَرَّ جِلْدُهُ مِنْ خَشْيَةِاللّٰهِ
اِلَّاكَـانَ مَثَـلُـهُ كَـمَثَـلِ شَجَرَةٍ قَدْ
يَبِــسَ وَرَقُهَـــا فَهِـيَ كَـذَالِكَ
اِذَااَصَـابَتْهَا رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَتَحَاتَّ
عَـنْهَـا وَرَقُهَـااِلَّا حَطَّ عَنْهُ خَطَايَاهُ
كَـمَـاتُـحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ وَرَقُهَ
فَاِنَّ اِقْتِصَادًا فِيْ سَبِيْلٍ وَسُنَّةٍ خَيْرٌ
مِــنْ اِجْتِهَــادٍ فِـيْ خِلَافِ سَبِيْــلٍ
وَسُـنَّةٍوَمُوَافَقَةِ بِدْعَةٍ وَانْظُرُوْااَنْ
يَـكُـوْنَ عَــمَـلُـكُـمْ اِنْ اِجْتِهَــادًا
اَوْاِقْتِـصَاداً اَنْ يَكُوْنَ عَلٰى مِنْهَاجِ
الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَسُنَّتِهِمْ.

بیشک زمین پر کوئی بندہ ایسا نہیں جو راہ
حق اور سنت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم) پر قائم ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر
اپنے نفس میں کرے کہ اس کی آنکھیں
اللہ کے خوف کی وجہ سے آنسوؤں سے
بہہ پڑیں کہ پھر اس کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی
عذاب دیوے اور نہیں ہے زمین پر کوئی
بندہ جو راہ حق اور سنت پر قائم ہو اور وہ
اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے نفس میں کرے اور
اسکے کھال کے بال اللہ کے خوف سے
کھڑے ہو جائیں مگر اس کی مثال اس
درخت کے مثل ہے جس کے پتے
خشک ہو گئے ہوں اسی حالت میں اس کو
سخت ہوا پہنچ جائے۔تو اس کے پتے
جھڑ جاتے ہیں۔اس شخص کی خطائیں
بھی اسی طرح جھڑ جاتی ہیں جس طرح
درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں پس
بیشک راہ حق اور سنت کیمطابق میانہ
روی سے عمل کرنا راہ حق اور سنت کے
خلاف بدعت کے موافق محنت ومجاہدہ

کرنے سے بہتر ہے (اسلئے کہ بدعت
کی معمولی آمیزش بھی عمل کو ضائع کر
نے کیلئے کافی ہے) اور دیکھو اسکا خیال
رکھو کہ تمہارا عمل خواہ محنت کے ساتھ
بڑھ چڑھ کر ہو خواہ میانہ روی کے ساتھ
مگر انبیاء علیہم السلام کے مطابق ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے عامل کو جواب

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے کسی عامل نے اپنے شہر کی حالت لکھتے ہوئے (کہ شہر میں لوٹ مار کی کثرت ہوگئی ہے) لکھا کہ کیا محض گمان اور علامت کی وجہ سے لوگوں کو گرفتار کرلیا کریں یا گواہ اور سنت جاریہ کے مطابق ہی عمل کریں کہ محض گمان وعلامت سے گرفتار نہ کریں بلکہ جب کسی شخص کی چوری کرنے پر گواہ ہو اس وقت اس کو گرفتار کریں۔

تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے جواب تحریر فرمایا۔

خُذُوْهُمْ بِالْبَيِّنَةِ وَمَا جَرَتْ عَلَيْهِ السُّنَّةُ فَاِنْ لَمْ يُصْلِحْهُمُ اللهُ تَعَالٰى فَلَا اَصْلَحَهُمُ اللهُ.

گواہ اور سنت جاریہ کے مطابق ہی ان کو گرفتار کرو اگر (اس سے) اللہ تعالی ان کی اصلاح نہ کرے تو ان کی اصلاح اللہ کو منظور ہی نہیں۔

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول کی تفسیر

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ

والرسول کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ای الی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اگر تم آپس میں کسی امر دین میں اختلاف کرو تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف لوٹاؤ یعنی جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو اس پر عمل کرو۔

حضرت امام شافعی رحمۃ علیہ اللہ کا مقولہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

لَیْسَ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا اتِّبَاعُھَا.

سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اتباع ہی کے لئے ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حجر اسود کو خطاب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت ارشاد فرمایا:۔

اِنَّکَ وَاللّٰہِ حَجَرٌ لَاتَنْفَعُ وَلَاتَضُرُّ وَلَوْلَا اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ مَاقَبَّلْتُکَ.

بیشک خدا کی قسم تو ایک پتھر ہے نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نہ دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے چوما تو ہرگز تجھے نہ چومتا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری کو چکر کٹوانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ ایک جگہ اپنی سواری کو گھما رہے ہیں (چکر کٹوا رہے ہیں) کسی نے اس کا سبب پوچھا تو ارشاد فرمایا۔

لَا اَدْرِیْ اِلَّا اِنِّی رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَہ کما فَعَلْتُہٗ.

اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس

طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا اس لئے
میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا غیر ضروری امور میں اتباع سنت

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم غیر ضروری امور میں بھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع فرماتے تھے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ اِبْنِ عُمَرَ فِيْ سَفَرٍ فَمَرَّ بِمَكَانٍ فَحَادَّعَنْهُ فَسُئِلَ عَنْهُ لِمَ فَعَلَتَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ هَذَافَفَعَلْتُهُ، لاحمد و البزار جمع الفوائد ص/۱۸ ج/۱

ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر میں تھے ایک جگہ سے گزرے تو اس سے (ایک طرف کو) ہٹ گئے ان سے اس کا سبب پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا اس لئے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی منقول ہے:۔

اَنَّهُ كَانَ يَأْتِيْ شَجَرَةً بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ فيقيل تَحْتَهَاوَيُخْبِرُاَنَّ النَبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ. جمع الفوائد ص/۱۸ ج/۱

کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ و مدینہ (زادھما اللہ شرفا وکرامۃ) کے درمیان ایک درخت کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے نیچے قیلولہ فرماتے اور بیان

فرماتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرمایا کرتے تھے۔

ابوعثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

مَنْ اَمَرَ السُّنَّةَ عَلٰى نَفْسِهٖ قَوْلًا وَفِعْلًا نَطَقَ[1] بِالْحِكْمَةِ وَمَنْ اَمَّرَ الْهَوٰى عَلٰى نَفْسِهٖ نَطَقَ بِالْبِدْعَةِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا.

جو شخص سنت کو اپنے قول وفعل میں امیر وحاکم بنالے گا وہ حکمت کے ساتھ گفتگو کیا کرے گا[2] اور جو شخص خواہش کو اپنے نفس پر امیر وحاکم بنا لے گا تو بدعت (وہ امور جو سنت اور اللہ کی مرضی سے خارج ہیں) کے ساتھ گفتگو کرے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کا (محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کا اتباع کرلو گے تو ہدایت پاجاؤ گے۔

حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اُصُوْلُ مَذْهَبِنَا ثَلَاثَةٌ اَلْاِقْتِدَاءُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَخْلَاقِ وَالْاَفْعَالِ وَالْاَكْلُ مِنَ الْحَلَالِ وَاِخْلَاصُ

ہمارے (جماعت صوفیہ) کے مذہب کے اصول تین ہیں (۱) اخلاق اور افعال میں ظاہری باطنی طریقہ پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقتداء کرنا

---

[1] فيه اشارة الى ان طاعة الرسول سبب لمحصول المكاشفات۔ روح المعانی ج۱۱ص۲۲۹

[2] چونکہ اس نے اس ذات کے طریقہ کو اختیار کیا جس کی شان وما ينطق عن الهوى ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنی خواہش کے تقاضہ سے گفتگو نہیں فرماتے بلکہ وحی کے مطابق گفتگو فرماتے ہیں۔

النية فِیْ جَمِیْعِ الآحوال (۲) اکل حلال (۳) تمام احوال میں نیت کا خالص کرنا۔

الیه یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یر فعه.

اچھا کلام اسی (اللہ تعالیٰ) تک پہنچتا ہے اور اچھا کام اس کو پہونچاتا ہے۔

کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ عمل صالح سے مراد تمام اقوال۔افعال۔احوال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقتداء کرنا ہے۔

حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ایک جماعت کے ساتھ تھا وہ لوگ اپنے کپڑے اتار کر پانی میں (غسل کرنے کے لئے داخل ہوگئے میں نے حدیث کے اطلاق پر عمل کیا اور کپڑے نہیں اتارے حدیث یہ ہے۔

مَنْ کَانَ یُؤْ مِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلاَ یَدْخُلُ الْحَمَّامَ بِغَیْرِ اِزَارٍ (جمع الفوائد ج/۱ ص/۴۸)

جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں بغیر تہ بند کے داخل نہ ہو۔

میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے۔

یَا اَحْمَدُ اَبْشِرُ فَاِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَلَکَ بِاِسْتِعْمَالِکَ السُّنَّةَ وَجَعَلَکَ اِمَامًا.

اے احمد خوشخبری ہو بیشک اللہ نے تم کو سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے بخش دیا اور تم کو امام بنا دیا۔

میں نے کہنے والے سے پوچھا۔تم کون ہو۔اس نے جواب دیا۔

اَنَاجِبْرَئِیْلُ میں جبرئیل ہوں۔علیہ والصلوۃ والسلام

خدائے پاک ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کامل نصیب فرمائے۔(آمین)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

چوتھا حق

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم وسنت کا ترک نہ کرنا

جب یہ ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام احکام وارشادات کا اتباع لازمی ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی حکم وارشاد کا ترک کرنا اور کسی سنت کی مخالفت کرنا قطعاً ناجائز اور دونوں جہاں کے خسارہ اور وبال کا ذریعہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے ایسے لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی حکم وارشاد اور سنت کو ترک کریں اور اس کی مخالفت کریں عذاب کی دھمکی دی ہے۔ ارشاد ہے:۔

ترک سنت پر وعید

(۱) فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ[۱] اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.

سو جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی آفت نہ آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہوجائے۔

اجماع امت کی مخالفت کی حرمت

دوسری آیت پاک میں ہے۔

[۱] ضمیر امره لله عز وجل فان الا مرله سبحانه فی الحقیقة اوللرسول صلی الله علیه وسلم فانه المقصود بالذکر. روح المعانی ص۲۲۶/ج۱۸

(۲)وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِمَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَسَبِیْلِ[۱] الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَ تْ مَصِیْرًا.

اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہولیا ہو تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔(ترجمہ حضرت حکیم الامت)

حدیث پاک میں بھی ایسے لوگوں کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ کی سنت کے خلاف کریں اور دین میں نئی باتیں ایجاد کریں سخت دھمکی دی ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کچھ لوگوں کو میرے حوض کوثر سے روک دیا جائے گا۔

فَاُنَادِیْهِمْ اَلاهَلُمَّ اَلاهَلُمَّ اَلاهَلُمَّ فَیُقَالُ اِنَّهُمْ قَدْبَدَّلُوْ ابَعْدَکَ فَاَقُوْلُ فَسُحْقًافَسُحْقًافَسُحْقًا.

میں ان کو پکاروں گا آجاؤ، آجاؤ، آجاؤ۔ کہا جائے گا (فرشتے کہیں گے) بیشک ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (دین وسنت) کو بدل ڈالا تھا تو میں کہوں گا (ایسے لوگوں کے لئے) دوری ہو، دوری ہو، دوری ہو۔

آہ۔ جب رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی شفاعت پر ہر مؤمن امید لگائے ہوئے ہے، دھتکار دیں گے تو پھر کہاں ٹھکانہ ہے، (**اعاذنا اللہ منه**)

[۱] وفیہ دلیل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع روح المعانی ص/۲۶۶ ج/۱۸

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے جس کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی . مشکوۃ شریف ص ۲۷

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں یعنی میری جماعت سے نہیں یا میرا اتباع کرنے والوں میں سے نہیں۔

اور جس شخص کے لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمادیں پھر اس کا کہاں ٹھکانہ ہے۔(اعاذنا الله منه) ایک حدیث پاک میں ہے۔

قَالَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَاھٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَھُوَ رَدٌّ.متفق علیه مشکوۃ شریف ص ۲۷

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں ایسی بات ایجاد کی جو اس سے نہیں (یعنی اصل کتاب وسنت میں نہیں) تو وہ مردود ہے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیث پہلے گذ چکی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ہرگز میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرا کوئی حکم آئے جس کا میں نے حکم کیا ہے یا ایسی کوئی چیز آئے جس سے میں نے منع کیا ہے اور وہ یوں کہہ دے میں نہیں جانتا کتاب اللہ (قرآن پاک) میں جو کچھ موجود ہے ہم (تو بس) اسی کا اتباع کریں گے۔

دوسری حدیث پاک میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) کَمَاحَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی . (جمع الفوائد ص/۱۷ ج/۱)

اور بیشک جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں) حرام فرمایا ہے (اور اس کا حکم کتاب اللہ میں نہیں) وہ اسی کے مثل حرام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ میں حرام فرمایا ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے حکم سے ہی اس کو حرام فرمایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسخۂ توریت پڑھنے کا واقعہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس توریت کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ توریت کا نسخۂ ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کر دیا اور رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور (ناراضگی کی وجہ سے) متغیر ہونے لگا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ حال دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:۔

ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ مَاتَرٰی مَابِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	تجھے رونے والیاں روئیں دیکھتا نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا ناراضگی کی وجہ سے کیا حال ہورہا ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھا تو عرض کرنا شروع کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا.

میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غصہ وناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر راضی ہیں کہ وہ ہمارا رب ہے اور اسلام کو اپنا دین ماننے پر راضی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول ماننے پر راضی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَالَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا لَاتَّبَعَنِیْ.

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تمہارے پاس تشریف لے آئیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرنے لگو تو راہ حق سے بھٹک جاؤ گے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے وہ بھی میرا اتباع کرتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ابوداؤد میں بیان کیا گیا ہے۔

لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهٖ اِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ اِنِّى اَخْشٰى اِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِهٖ اَنْ اَزِيْغَ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس چیز پر عمل فرماتے تھے اس میں سے کوئی چیز عمل کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ چیزوں میں سے کچھ بھی چھوڑوں گا تو مجھے اپنے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

ترک سنت پر گمراہی کا اندیشہ

ان سب احادیث وروایات سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی حکم وارشاد کو ترک کرنے اور اس کے خلاف کرنے کی کسی طرح قطعاً گنجائش نہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی سنت کو ترک کرنا گمراہی اور تباہی وبربادی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت سے، اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

بحرمة حبيبك سيد المرسلين

صلى الله عليه وعلى آله اجمعين الى يوم الدين

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

پانچواں حق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا لازم ہونا

سیدالمرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی وجسدی وروحی) کی محبت ہر امتی پر لازم ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ آبَاءُ كُمْ وَاَبْنَاءُ كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَايَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ.

(سورۃالتوبۃ پ/۱۰)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم[1] بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ (بیان القرآن)۔

---

[1] حکم سے مراد عذاب ہے روح المعانی میں ہے حتی یأتی اللہ بامرہ ای بعقوبۃ سبحانہ لکم عاجلا او آجلا علی ماروی عن الحسن واختارہ الجبائی الخ روح المعانی ص/۱۷ ج/۱۰

آیت پاک میں اس بات کی صاف دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کاملہ ہر امتی پر لازم ہے جو اولاد، والدین، خاندان، رشتہ دار، مال و دولت، تجارت مکانات سب کی محبت پر غالب ہو۔ کہ اگر کسی میں محبت کاملہ نہیں بلکہ دوسری چیزوں کی محبت غالب ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کرنے کی خبر دی ہے اور ان کو گمراہ و فاسق بتایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔

(۱) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ .(مشکوۃ شریف ص ۱۲)

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کی اولاد اور اس کے والدین اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

حدیث پاک سے بھی ثبوت ایمان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پوری محبت کا فرض ہونا ظاہر ہے۔ گو محبت کے درجات میں فرق ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے ایمان کے درجات بھی مختلف اور متفاوت ہوسکتے ہیں لیکن مطلوب یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری محبت دل میں جاگزیں ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی دوسری حدیث مروی ہے کہ۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَکُوْنَ اللّٰہُ تَعَالٰی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میں تین چیزیں ہونگی وہ ایمان کی میٹھاس اپنے دل میں محسوس کرے گا (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول

وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْأَالا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِى النَّارِ.
(بخاری شریف ص ۷ / ج ۱)

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں (۲) جس شخص سے محبت کرے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی وجہ سے محبت کرے کوئی اورغرض نہ ہو(۳)اورکفر میں لوٹنا اسکو ایسا ہی ناگوار ہوجیسا آگ میں گرایا جانا ناگوار ہے۔

(۳) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّامِنْ نَفْسِيْ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيَّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ فَقَالَ عُمَرُ وَالَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِى الَّتِىْ بَيْنَ جَنْبَيَّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْآنَ يَاعُمَرُ.

کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں میرے نفس کے علاوہ جو میرے پہلو میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔تم میں سے کوئی شخص ہرگز مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک میں اس کواس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں اس پرعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سےعرض کیا البتہ آپ مجھ کومیرے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں جونفس میرے پہلو میں ہے تو نبی کریم ﷺ

نے ارشاد فرمایا اب اے عمر یعنی اب
ایمان کامل ہوگیا۔

حضرت سہل ابن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ کا مقولہ ہے۔

مَنْ لَمْ یَرَوِ لَایَۃَ الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَیَرٰی نَفْسَہٗ فِیْ مِلْکِہٖ لَایَذُوْقُ حَلَاوَۃَ سُنَّۃٍ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ.

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت اپنے اوپر تمام احوال میں ضروری نہ سمجھے اور اپنے نفس کو اپنے اختیار میں سمجھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مٹھاس محسوس نہیں کرسکتا اسلئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں کوئی شخص اس وقت تک مؤمن کامل نہیں ہوسکتا جب تک میں اسکو اسکے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

ان سب احادیث سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پوری محبت کا لازم اور فرض ہونا ثابت وظاہر ہے۔

خدائے پاک ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کاملہ نصیب فرماوے۔

آمین یا رب العالمین بحرمة حبیبک سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین الی یوم الدین .

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا ثواب اور فضیلت

(۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَااَعْدَدْتَّ لَھَا قَالَ مَااَعْدَدْتُّ لَھَا مِنْ کَثِیْرِ صلوۃ وَلَاصَوْمٍ وَلَاصَدَقَۃٍ وَلٰکِنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ۔ جمع الفوئد ج/۲ ص/۱۴۸

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا۔ قیامت کب آئیگی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے (جو اس قدر اس کی آمد کا انتظار ہے) اس نے عرض کیا میں نے بہت زیادہ نماز، روزہ، صدقہ کا ذخیرہ تو کیا نہیں ہے (البتہ اتنی بات ہے) کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے ۔ (دنیا میں بھی آخرت میں بھی)۔

اللہ اکبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت ورفاقت کیا ہی مر مٹنے کی چیز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں کبھی کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول انت مع من احببت (تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے) سے ہوئی۔ جمع الفوائد ص ۱۴۸/ ج ۲/۔

(۲) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ قُدَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ ھَاجَرْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُہُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ نَاوِلْنِیْ یَدَکَ اُبَایِعُکَ فَنَاوَلَنِیْ یَدَہُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی اُحِبُّکَ قَالَ اَلْمَرْأُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ.

حضرت صفوان بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہجرت کر کے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا دست مبارک لایئے تاکہ میں بیعت کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا (اور میں نے بیعت کی) اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود، ابوموسی اشعری، انس، ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔ طبرانی نے یہ حدیث نقل کی ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی محبت کا واقعہ

(۳)اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَاِنِّی لَاَذْکُرُکَ فَمَا صَبَرْتُ حَتّٰی اَجِیْئَی فَاَنْظُرُ اِلَیْکَ وَاِنِّی ذَکَرْتُ مَوْتِیْ وَمَوْتَکَ فَعَرَفْتُ اَنَّکَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّۃَرُفِعْتَ مَعَ النَّبِیِّنَ وَاِنْ دَخَلْتُھَا لَااَرٰکَ فَاَنزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا فَدَعَا بِہٖ فَقَرَأَھَا عَلَیْہِ.(شرح الشفاء)

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک آپ مجھکو میرے اہل ومال سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور بیشک جب مجھے آپ کی یاد آتی ہے تو مجھ سے صبر نہیں ہوتا یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر جمال اقدس کو نہ دیکھ لوں اور بیشک جب مجھے اپنی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت یاد آتی ہے تو سمجھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے بلند درجات میں پہنچ جائیں گے اور میں جنت میں داخل ہوکر بھی (نچلے درجہ میں ہونے ک وجہ سے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرسکوں گا (تو کیسے صبر آئیگا اور کیسا لطف آئے گا) اللہ تعالیٰ نے اس کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔اور جولوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے

وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی نبیین، صدیقین، شہداء، صالحین اور یہ کیسے ہی اچھے ساتھی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین الایۃ کا شان نزول

ایک دوسری حدیث میں اس آیت پاک کا شان نزول یہ بیان فرمایا ہے۔

كَانَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ لَايَطْرُقُ فَقَالَ مَابَالُكَ قَالَ بَابِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَتَمَتَّعُ مِنَ النَّظْرِ اِلَيْكَ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ رَفَعَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِتَفْضِيْلِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ الآية. (شرح الشفاء)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص تھا جو برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا رہتا تھا کبھی گردن نیچے نہیں کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرا کیا حال ہے (کیوں برابر دیکھتا رہتا ہے) اس نے فرمایا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے جمال مبارک) کو دیکھنے سے متمتع

ہوتا ہوں اس لئے کہ قیامت کے دن تو
اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
(سب سے) بلند مقام پر پہنچا دیں گے
چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کو سب مخلوق پر فضیلت دی ہے (وہاں
ہم جیسے جمال مبارک کو دیکھ نہیں سکتے
یہاں جتنا دیکھ سکیں دیکھ لیں) اس پر
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۵) اَنَّـهُ صَـلَّـى اللّٰهُ تَـعَالٰى عَلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ مَنْ اَحَبَّنِىْ كَانَ مَعِىْ فِى الْجَنَّةِ.	کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جنت میں معیت ورفاقت کیا ہی مرمٹنے کی چیز ہے خدائے پاک اپنے فضل وکرم سے اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت عطا فرما کر قیامت میں اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت ومعیت نصیب فرماوے (آمین)۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　　عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سلف صالحین رح کی محبت کے واقعات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین رحمہم اللہ ائمہ مجتہدین، اولیاء کرام، علماء ومشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ سب ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعشق میں سرشار ورنگین تھے جس کی خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ حُبًّا نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْرَآنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.
مشکوٰۃ شریف ص/۵۸۳.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد میں آئیں گے ان کی یہ تمنا ہوگی کہ وہ اپنے اہل اور مال کے بدلہ میں مجھے دیکھ لیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول

ان سب حضرات کے واقعات کا احصاء تو ناممکن ہے نمونہ کے طور پر چند عرض کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اوپر گزر چکا۔

لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ

بیشک آپ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے میرے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی اسی قول کی عملی تفسیر تھی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

مَا کَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَّی مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

مجھے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عبدۃ بنت خالد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے باپ خالد رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت خالدؓ (سونے کے وقت) اپنے بستر پر تشریف لاتے تو برابر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شوق و محبت کی باتیں کرتے رہتے تھے اور ہر ایک کا نام لیکر خوب مزے لیتے اور فرمایا کرتے تھے۔

هُمْ اَصْلِیْ وَفَصْلِیْ وَاِلَیْهِمْ یَحِنُّ قَلْبِیْ طَالَ شَوْقِیْ اِلَیْهِمْ فَعَجِّلْ رَبِّیْ قَبْضِیْ اِلَیْکَ.

یہی حضرات میری اصل اور فرع ہیں (یعنی اصول دین وفروع دین میں میری اصل وفرع یہی حضرات ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ان حضرات کے بڑے میرے آباء اور چھوٹے میری اولاد کے درجہ میں ہیں) انہیں حضرات کی طرف میرا دل کھنچ رہا ہے اور ان کی طرف میرا شوق طویل ہو گیا اے میرے پروردگار میری روح کو جلد قبض فرما۔

برابر اس طرح ذکر فرماتے رہتے یہاں تک کہ ان کو نیند آ جاتی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لِاِسْلَامُ اَبِیْ طَالِبٍ کَانَ اَقَرَّ لِعَیْنِیْ مِنْ اِسْلَامِہٖ یَعْنِیْ اَبَاہُ اَبَاقُحَافَۃَ وَذَالِکَ اَنَّ اِسْلَامَ اَبِیْ طَالِبٍ کَانَ اَقَرُّ لِعَیْنِکَ.

اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے البتہ ابوطالب کا اسلام قبول کرنا مجھے زیادہ خوش کرنے والا ہوتا میرے باپ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے اور یہ اس وجہ سے کہ ابوطالب کے اسلام قبول کرنے سے آپ ﷺ کو زیادہ خوشی اور مسرت ہوتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا۔

اَنْ تُسْلِمَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اِسْلَامِ الْخَطَّابِ لِاَنَّ ذَالِکَ اَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

آپ کا اسلام قبول کرنا مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا اسلام قبول کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے۔

انصاری عورت کی محبت

امام المغازی محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ غزوہ احد میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پھیل گئی ایک انصاریہ عورت کے باپ، بھائی، شوہر شہید ہو گئے ان کی شہادت کی اس انصاریہ عورت کو خبر دی گئی تو اس نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خیریت معلوم کی لوگوں نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بحمد اللہ) بصحت وعافیت ہیں تو انصاریہ نے کہا۔

اَرِینِیهِ حتیّٰ اَنْظُرَ اِلَیْهِ.

ذرا مجھے بتاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں تا کہ زیارت کروں اور جمال اقدس کو دیکھوں۔

اس کو بتایا گیا اور جب اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس کو اطمینان ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعافیت ہیں تو بے اختیار کہنے لگی۔

کُلُّ مُصِیبَةٍ بَعْدَکَ جَلَلُ — ہر مصیبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (یعنی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعافیت ہیں) آسان وسہل اور معمولی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تمہاری محبت کس طرح کی تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

کَانَ وَاللّٰهِ اَحَبَّ اِلَیْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا — خدا کی قسم رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وَاَوْلَادِنَا وَآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَی الظَّمَأ.

وسلم ہم کو اپنے مال، اولاد، آباء، وامہات، اور شدت پیاس کے وقت جو پانی کی رغبت ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ محبوب تھے۔

ایک بڑھیا کا روئی دھنتے ہوئے محبت کے اشعار پڑھنا

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات حسب معمول نگہبانی کے لئے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک گھر مین چراغ جل رہا ہے، اور ایک بڑھیا اون دھن رہی ہے اور یہ شعر پڑھ رہی ہے۔

(۱)عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوۃُ الْاَبْرَارِ صَلّٰی عَلَیْهِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْیَارُ

(۲)قَدْ کُنْتَ قَوَّامًا رُکَّعًا بِالْاَسْحَار یَالَیْتَ شَعْرِیْ وَالْمَنَایَا اَطْوَارُ

(۳)هَلْ تَجْمَعُنِیْ وَحَبِیْبِیَ الدَّارُ

(۱) محمد ﷺ پر نیک لوگوں کا درود ہو۔ اللہ کے پاک اور پسندیدہ بندے ہمیشہ ان پر درود پڑھیں۔

(۲) بے شک آپ اے نبی ﷺ بہت زیادہ راتوں کو قیام فرمانے والے اور صبح کے وقت بہت زیادہ رکوع کرنے والے تھے اے کاش کہ میں جان لیتی حالانکہ موت مختلف طریق پر ہوتی ہے۔

(۳) کہ کیا مجھ کو اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ایک جگہ جمع ہونے کا موقع ملے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار سن کر وہاں بیٹھ گئے اور دیر تک روتے رہے۔

پیر سو جانے کے مرض کا علاج

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پیر سست ہو گیا، (سو گیا) تو ان سے کہا گیا کہ جو لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو یاد کیجئے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جوش محبت میں بلند آواز سے کہا **یا محمد** آہ ہائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس فوراً پیر کی سستی ختم ہو کر حرکت پیدا ہو گئی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا وفات کے وقت خوشی کا اظہار

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انکی بیوی پکارنے لگی **واحزناہ** ہائے مصیبت یہ سن کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا **واطرباہ** ہائے خوشی اور مسرت، یہ تو خوشی اور مسرت کا موقع ہے نہ کہ رنج کا چونکہ **غَدًا نَلْقَی الْاَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ** کل دوستو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملاقات کریں گے۔ (پھر اس سے زیادہ خوشی کا موقع اور کیا ہوگا)۔

ایک عورت کا روضۂ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھ کر انتقال کر جانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھنے کی درخواست کی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دروازہ کھول دیا تا کہ وہ قبر مبارک کی زیارت کر لے اس نے قبر مبارک کی زیارت کی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور اتنی روئی کہ وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ سے سولی دیتے ہوئے سوال و جواب

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو یوم الرجیع میں گرفتار کیا گیا اور کفار مکہ

کے ہاتھوں ان کو فروخت کر دیا گیا جب ان کو قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر نکالا گیا تو ابوسفیان بن حرب بن امیہ (جس نے اس وقت تک اسلام قبول نہ کیا تھا) نے کہا اے زید کیا تجھے یہ پسند ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری جگہ لا کر قتل کر دیا جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے تا کہ تو اپنے اہل وعیال میں آرام سے رہے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

وَاللهِ مَااَحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الآن فِیْ مَکَانِهٖ الَّذِیْ هُوَ فِیْهِ تُصِیْبُهُ شَوْکَةٌ وَاِنِّی جَالِسٌ فِیْ اَهْلِیْ.

خدا کی قسم مجھے یہ بھی گوارہ نہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت جس جگہ تشریف فرما ہیں اسی جگہ رہتے ہوئے ان کے کوئی کانٹا چبھے اور میں اپنے اہل وعیال میں آرام سے ہوں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سن کر ابوسفیان کہنے لگا۔

مَارَأَیْتُ اَحَدًا یُحِبُّ اَحَدًا کَحُبِّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّداً (صلی الله علیه وسلم)

میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کرتے ہیں۔

بعض نے یہ واقعہ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان فرمایا ہے۔

ہجرت کرنے والی عورت سے قسم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب کوئی عورت ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے قسم

لیتے کہ وہ نہ اپنے شوہر کی ناراضگی کی وجہ سے آئی ہے اور نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے شوق میں، نہ اور کسی غرض سے بلکہ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے آئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکانے کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول اور دعا

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب حجاج بن یوسف نے شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور فرمایا۔

كُنْتَ وَاللهِ فِيْمَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا تُحِبَّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

خدا کی قسم مجھے جہاں تک علم ہے آپ کثرت سے روزہ رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنیوالے تھے اور اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے۔

غرضیکہ تمام ہی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء کرام، مؤمنین کاملین، سب ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ اجمعین کی محبت وعشق میں رنگین وسرشار تھے اور کیوں نہ ہوتے جب کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ اجمعین کی محبت ایمان کے لئے لازم اور فلاح دارین کا ذریعہ ووسیلہ ہے خدائے پاک ہم سب کو بھی اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ اجمعین کی محبت کاملہ نصیب فرماوے (آمین)

یارب العالمین بحرمة حبیبک سید المرسلین

صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ اجمعین الی یوم الدین.

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی علامت

ہر چیز کی کوئی علامت اور نشانی ہوا کرتی ہے جس سے اس چیز کا کھرا کھوٹا ہونا پہچانا جاتا ہے اسی طرح حقیقی محبت کی بھی نشانی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس (محبوب) کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا ہے ہر ہر امر میں محبوب کی اطاعت اور موافقت کرتا ہے اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ اگر کسی میں یہ نشانی پائی جائے تو وہ محبت میں صادق سمجھا جائے گا اور اگر اس کا یہ حال نہیں تو وہ جھوٹا ہے مدعی محض ہے جیسا کسی نے کہا ہے۔

وَكُلٌّ يَدَّعِيْ وَصْلاً بِلَيْلٰى

اور ہر شخص لیلیٰ کی ملاقات کا مدعی ہے

وَلَيْلٰى لَا تُقِرُّ لَهُمْ بِذَاكَا

اور لیلیٰ ان میں سے کسی کے لئے اس کا اقرار نہیں کرتی

پس یوں تو ہر شخص ہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا مدعی ہے مگر محبّ صادق وہی سمجھا جائے گا جس میں محبت کی علامت پائی جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی نشانیوں میں سے بعض کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ ہر شخص اندازہ لگا سکے کہ میرے اندر کتنی نشانیاں موجود ہیں اور مجھ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتنی محبت ہے۔

اتباع شریعت

(۱) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی پوری پوری پیروی کرے۔

اتباع سنت

(۲) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام مبارک سنتوں پر عمل کرے کہ اپنی زندگی کی ہر حالت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام وارشادات کا اتباع کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کا حکم فرمایا ہے (خواہ وجوباً یا ندباً) ان پر عمل کرے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے پرہیز کرے۔

آداب واخلاق کو اختیار کرنا

(۳) تنگی اور آسانی۔ خوشی ناخوشی ہر حالت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب اور مکارم اخلاق کو اختیار کرے جس کی دلیل یہ آیت پاک ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔

خواہش نفس پر ترجیح دینا

(۴) جس چیز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا یا ترغیب دی اس کو اپنے نفس کی خواہش اور طبیعت کے تقاضہ پر ترجیح دے جس کی دلیل یہ آیت پاک ہے جو انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدح میں ہے۔

وَالَّـذِیْنَ تَبَوَّؤُاالدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْکَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ.

اور وہ لوگ جو دارالاسلام (مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جوانکے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔

انصار رضی اللہ عنہم کا ایثار

سیدالمرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انصار ومہاجرین کے درمیان مواخات (بھائی چارگی) کا رشتہ قائم فرمادیا کہ آپس میں ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا اور انصار کو مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی جس کی وجہ سے مہاجرین کے ساتھ انصار نے بھائی سے بھی زیادہ حسن سلوک کیا اور اپنی ضرورت پر ان کی ضرورت کو ترجیح دی کہ ان کو اپنے مالوں مکانوں جائدادوں میں شریک کرلیا حتی کہ جس انصاری کے پاس دومکان تھے یا دو باغ تھے اس نے ان میں سے جو اچھا تھا وہ اپنے مہاجر بھائی کے لئے پیش کردیا جس کے پاس دو بیوی تھی اس نے ان دونوں میں سے جو اس کو زیادہ محبوب تھی اپنے مہاجر بھائی کے لئے پیش کردی کہ میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں تم اس سے شادی کرلو حضرات انصار رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی یہی حالت آیت پاک میں بیان کی گئی

ہے۔آیت پاک کے شان نزول میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنونضیر سے حاصل شدہ مال غنیمت مہاجرین میں تقسیم فرمایا اور تین ضرورت مند انصاری (ابودجانہ سماک بن خراشہ، سہل بن حنیف، حارث بن الصمۃ) کے سوا انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا اور بقیہ انصار سے فرمایا۔

اِنْ شِئْتُمْ شَرَكْتُكُمْ فِيْ هَذَا الْفَئْيِ مَعَهُمْ وَقَسَمْتُمْ لَهُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ كَانَتْ لَكُمْ دِيَارُكُمْ وَاَمْوَالُكُمْ وَلَاتَاخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا.

اگر تم چاہو تو میں تم کو اس مال غنیمت میں ان کے ساتھ شریک کردوں اور تم ان کو اپنے گھر اور مال تقسیم کردو، اور اگر تم چاہو تو تمہارے گھر اور مال تمہارے ہی لئے رہیں اور تم اس (مال غنیمت) میں سے کچھ نہ لو۔

اس کے جواب میں انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔

بَلْ نُقَسِّمُ لَهُمْ مِنْ دِيَارِنَا وَاَمْوَالِنَا وَنُوْثِرُهُمْ بِالْفَيْءِ عَلَيْنَا وَلَانُشَارِكُهُمْ فِيْهِ اَصْلًا.

بلکہ اپنے گھروں اور مالوں کو ہم ان کے لئے تقسیم کرتے ہیں اور ان کو مال غنیمت میں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور مال غنیمت میں ہم ان کے ساتھ بالکل شریک نہیں ہوں گے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اس پر (کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کو اپنے نفس کی خواہش اور طبیعت کے تقاضوں پر ترجیح دی) ان کی مدح قرآن پاک میں کی گئی۔

بندوں کی پروا نہ کرنا

(۵) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی صورت میں اگر بندے ناخوش ہوتے ہوں تو ان کی پرواہ نہ کرے خواہ وہ والدین، قریبی رشتہ دار، اہل خاندان ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ خالق تعالیٰ شانہ کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

سنت کا احیاء و اشاعت

(۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کے احیاء اور اشاعت کی کوشش کرے جیسا کہ حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنی محبت کی نشانی فرمایا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا۔

یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذَالِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ رواہ الترمزی مشکوۃ شریف ص/ ۳۰.

بیٹا اگر تم طاقت رکھو کہ اس حال میں صبح شام کرو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کینہ وغیرہ نہ ہو تو (ایسا) کرلیا کرو پھر ارشاد فرمایا کہ بیٹا یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی بالتحقیق اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کو عام کرنا شائع کرنا دوسروں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی ترغیب دینا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے۔

کثرت ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۷) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کثرت سے ذکر کرے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے خلوت میں جلوت میں ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرے چونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا اکثر ذکر کیا جاتا ہے۔مشہور ہے من احب شیئا اکثر ذکـــرہ اور محبوب کا ذکر کئے بغیر اس کو کسی حال چین نہیں آتا۔اور اس پر کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کی جاتی بلکہ اگر کوئی ملامت کرتا بھی ہے تو عاشق صادق اس میں بھی لطف محسوس کرتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے۔

عاشق بدنام کو پروائے ننگ ونام کیا
اور جو خود ناکام ہو اس کو کسی سے کام کیا

ذکر کے وقت اظہار تعظیم

(۸) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا اظہار ہو اور اپنے اندر تواضع وتذلل کی کیفیت ہو،صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ حال تھا کہ جب ان کے سامنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان میں تواضع وتذلل کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی اور بدن میں کپکپی آجاتی تھی اور بے اختیار فراق کی وجہ سے شوق

ومحبت میں رونے لگتے تھے اور بعض دفعہ غشی طاری ہوجاتی تھی گرکسی کو کسی بات پر غصہ آجاتا اور غصہ کی حالت میں دوسرا شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کردیتا تو اس کا غصہ فوراً کافور ہوجاتا اور اس میں تواضع وعاجزی پیدا ہوجاتی اسی کا اثر ہے کہ آج بھی مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاوکرامۃ) میں اگر کسی کو غصہ آتا ہے یا کوئی سخت کلامی کرتا ہے تو عام طور پر اس کے سامنے اس کا مقابل صلی اللہ علی النبی اللہم صل علی النبی پڑھتا ہے جس سے وہ مقابل فوراً نرم ہوجاتا ہے اور عاجزی کرنے لگتا ہے۔ یہی حال اکثر تابعین اور اکابر امت رحمہم اللہ تعالی کا بھی تھا۔ گو بعض کا یہ حال شوق ومحبت کی وجہ سے ہوتا تھا اور بعض کا ہیبت وعظمت کی وجہ سے دونوں حالتیں ہی محمود ہیں گو بعض کے لئے شوق ومحبت کے غلبہ کی حالت افضل ہے اور بعض کے لئے ہیبت وعظمت کا غلبہ افضل اور زیادہ مفید ہے۔

روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شوق

(۹) روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شوق ہو کہ عاشق صادق کے لئے محبوب کی ملاقات نہ ہونے کی صورت میں محبوب کے مکان اور اس کے گلی کوچے ہی کی زیارت باعث تسکین ہوتی ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

اَمُرُّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لَیلٰی　　اُقَبِّلَ ذَاالْجِدَارَ وَذَاالْجِدَارَا
مَاحُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ　　وَلٰکِنْ حُبَّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا

میں لیلیٰ کے گھروں کے پاس سے گزرتا ہوں۔ تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو۔ گھروں کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ نہیں کیا۔ بلکہ گھروں میں رہنے والے (محبوب) کی محبت وعشق نے۔

اسی طرح محبوب کے مکان کا قریب ہونا بھی تسلی کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ کسی

شاعر نے کہا ہے۔

گھر بھی قسمت سے تیرے گھر کے برابر نہ ہوا
تو نہ آتا تیری آواز تو آیا کرتی

خواب میں اور مرنے کے بعد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق

(۱۰) اسی طرح آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہو کہ مرنے کے بعد آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی اور دنیا میں خواب ہی میں زیارت ہو جائے۔ مگر اس کے لئے تدبیر بھی برابر کرتا رہے (۱) ہر ہر چیزوں میں اتباع سنت (۲) اشاعت سنت کی فکر ولگن (۳) درود شریف کی کثرت۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا شوق زیارت

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی جب یمن یا حبشہ سے مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفا و کرامۃ) آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے چلے تو راستہ میں شوق زیارت میں ترنم سے کہتے تھے۔

غَدًا نَلْقَی الْاَحِبَّةَ   مُحَمَّدًا وَصُحْبَة

کل دوستوں محمد ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملاقات کریں گے۔

کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

سر بوقت ذبح اپنا ان کے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شوق کا حال ان کی وفات کے وقت اوپر گزر چکا ہے اسی طرح حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شوق ومحبت کا حال بھی اوپر گزر چکا۔

اور کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاک در رسول کا سرمہ لگائیں ہم

کسی نے اپنا شوق کا حال شعر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

چو رسی بہ کوئے دلبر بسپار جان مضطر
کہ مباد بار دیگر نرسی بدین تمنا

آل بیت سے محبت

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل بیت وقرابت داروں سے محبت کرے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اَحِبَّھُمَا فَاِنِّی اُحِبُّھُمَا
بخاری شریف ص/ ۵۲۹

الٰہی ان دونوں سے محبت فرما میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے۔

مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللہَ تَعَالٰی وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ

جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ

اَبۡغَضَنِیۡ فَقَدۡ اَبۡغَضَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَفِیۡ رِوَایَۃٍ وَمَنۡ اَبۡغَضَ اللّٰہَ فَقَدۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ.

سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے مجھ سے بغض کیا اس نے اللہ سے بغض کیا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ اور جس نے اللہ سے بغض کیا اس نے اللہ سے کفر کیا۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّ مَنۡ یُحِبُّہٗ.

الٰہی بیشک میں اس کو محبوب رکھتا ہوں پس جو اس کو محبوب رکھے تو اس کو بھی اپنا محبوب بنالے۔

حضرت سیدنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اَنَّھَا بَضۡعَۃٌ مِنِّی فَمَنۡ اَغۡضَبَھَا فَقَدۡ اَغۡضَبَنِیۡ. (بخاری شریف ص / ۵۳۲)

بے شک فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔

ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل بیت وقرابت داروں سے محبت کرنا آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت

(۱۲) آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرے۔

حدیث پاک میں ہے۔

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَاتَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ تَعَالٰی وَمَنْ آذَی اللّٰہَ یُوْشِکُ اَنْ یَّأْخُذَہٗ. (جمع الفوائد ص/۲۰۱ ج/۲)

میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اللہ سے ڈرتے رہنا میرے بعد ان کو نشانہ مت بنالینا پس جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کے سبب ہی ان سے محبت کی اور جس نے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کے سبب ہی ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھ کو ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھ کو ایذاء پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے ۔ (ہلاک فرمادے) (اعاذنا اللہ منہ)

حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے جو لوگ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر تنقید کرنے کو اظہار حقیقت کا پردہ ڈال کر اپنا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں اور ان حضرات رضی اللہ عنہم کو اپنی تقریر وتحریر کے لئے تختہ مشق بنائے ہوئے ہیں اور اسی کو اپنی قابلیت کا معیار بنائے ہوئے ہیں وہ غور فرمائیں اور اپنے انجام کی فکر کریں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب تعلق والوں کی محبت

(۱۳) جن سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبت اور تعلق ہے ان سب سے محبت کرنا اور تعلق رکھنا بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا حکم

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا۔

اَحِبِّيْهِ فَاِنِّی اُحِبُّهُ . جمع الفوائد ص/ ۲۱۹ ج/ ۲ — اس سے محبت کر بے شک میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دینا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وظیفے مقرر فرمائے تو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وظیفہ تین ہزار اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کا وظیفہ ساڑے تین ہزار مقرر کیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہما کو مجھ پر کیوں ترجیح دی (کہ ان کی قربانیاں مجھ سے زیادہ نہیں) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اس کا باپ تیرے باپ سے اور وہ تجھ سے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا پس میں نے اپنے محبوب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے محبوب کو ترجیح دی۔

انصار رضی اللہ عنہم سے محبت

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں ارشاد فرمایا

آيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ. (بخاری شریف ص/۷)

انصار رضی اللہ عنہم کی محبت ایمان کی نشانی اور انصار رضی اللہ عنہم کی دشمنی نفاق کی نشانی ہے۔

عرب سے محبت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

مَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ.

جس نے عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کے سبب ہی ان سے بغض رکھا۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جن سے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو محبت ہے ان سب سے بھی محبت ہو۔ مشہور ہے۔

حَبِيْبُ الْحَبِيْبِ حَبِيْبٌ

دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم تابعین رحمہم اللہ اور دیگر اکابر امت رحمۃ اللہ علیہم کا یہی حال تھا کہ وہ اپنے تمام حالات میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند کو ہی

سامنے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ان حضرات نے اپنی طبیعتوں کو (جن کا بدلنا بہت دشوار ہوتا ہے) بدل ڈالا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند و چاہت کے تابع بنا دیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کدو سے محبت کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دعوت میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے رغبت سے تناول فرما رہے ہیں اس کے بعد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہو گیا فرماتے ہیں:۔

فَمَا زِلْتُ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ یَوْمَئِذٍ. پس میں اس دن سے کدو کو پسند کرنے لگا

ایک روایت میں ہے:۔

مَاصُنِعَ لِیْ طَعَامٌ وَیُوْجَدُ الدُّبَّآءُ اِلَّا وَقَدْ جُعِلَ فِیْهِ. (اس کے بعد سے) کوئی کھانا میرے لئے ایسا تیار نہیں کیا گیا کہ کدو دستیاب ہوتا ہو اور وہ اس کھانے میں نہ ڈالا گیا ہو

حدیث پاک سے معارضہ کا حکم

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیان کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو محبوب و مرغوب تھا۔ اس پر ایک شخص نے کہا مجھے تو کدو پسند نہیں۔ یہ سن کر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار سونت لی اور فرمایا۔ ”جلد تجدید اسلام کرلے ورنہ ابھی قتل کر دوں گا“

چونکہ اس صورت میں بظاہر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث پاک سے معارضہ تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرغوب کھانا

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما، تینوں حضرات حضرت سلمی رضی اللہ عنہ (جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ اور باندی تھیں) کے پاس تشریف لائے اور فرمائش کی۔

اَنْ تَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

کہ وہ ان کے لئے ایسا کھانا تیار کریں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرغوب تھا۔

انہوں نے جواب دیا: بیٹا آج تم اس کھانے کو پسند نہیں کرو گے۔ ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر بھی ایسا ہی کھانا تیار کرنے کا اصرار فرمایا چنانچہ وہ کھڑی ہوئیں کچھ جو پیسے اور ان کو ایک ہانڈی میں ڈال دیا اور اس کے اوپر کچھ روغن زیتون ڈالا کچھ مرچ اور مصالحہ کوٹ کر ڈالا اور یہ کھانا تیار کر کے ان حضرات کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: یہ وہ کھانا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرغوب تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دباغت دئے گئے چمڑے (جس کے بال زائل کرائے گئے ہوں) کے بنے ہوئے جوتے پہنے ہوئے دیکھا اسلئے اسکے بعد سے ہمیشہ ایسا ہی جوتا استعمال فرمانے لگے ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو داڑھی میں مہندی کا خضاب فرماتے دیکھا اسلئے خود بھی داڑھی میں مہندی کا خضاب کرنا شروع کر دیا اور آخیر تک ہمیشہ استعمال فرماتے رہے۔

(۱۴) جو حق تعالیٰ شانہ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض وعداوت رکھے اس سے بغض وعداوت ہو (تقاضائے محبت یہی ہے)

سنت کی مخالفت کرنے والے سے دوری

(۱۵) اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرے اور دین میں نئی بات بے سند (بدعت) ایجاد کرے اس سے دوری اختیار کرے (الا یہ کہ اس کو نصیحت کرنا مقصود ہو)

سنت کی مخالفت کرنے والے سے ناگواری

(۱۶) ہر امر (قول، فعل، حال،) جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے مخالف ہو اس سے گرانی اور ناگواری ہو جس کے لئے لازم ہے کہ اس کو مٹانے اور ختم کرنے کی کوشش کرے کہ اگر ہاتھ سے اس کو مٹانے کی قدرت ہے تو ہاتھ سے اس کو مٹادے اگر یہ قدرت نہ ہو تو زبانی اس کو نصیحت کرے اگر یہ بھی قدرت نہ ہو تو کم از کم دل سے ناگواری ہو کہ اس جگہ سے اٹھ کر چلا جائے اور حق تعالیٰ شانہ سے اس کے ختم ہونے اور مٹنے کی دعا کرے۔ اوران تینوں (از چودہ تا سولہ) کا ثبوت اس آیت پاک سے ہے۔

لَاتَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَوْ كَانُوْا آبَائَهُمْ اَوْ اَبْنَائَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْعَشِيْرَتَهُمْ.

جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف ہیں گو وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے باپ بیٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے کی وجہ سے قتل کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنے ان باپ، بیٹوں، دوستوں اور کنبہ والوں کو جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتے تھے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے غزوہ کے موقع پر قتل فرمایا۔

ولو کان آبائھم او ابنائھم الآیۃ کی مراد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت مراد ہے۔

وَلَوْ کَانَ آبَاءَ ھُمْ. میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں کہ انہوں نے غزوہ احد میں اپنے باپ کو قتل کیا۔

اَوْاَبْنَاءَ ھُمْ . میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں کہ انہوں نے غزوہ بدر میں اپنے بیٹے (عبدالرحمٰن) کو مقابلہ کے لئے بلایا مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو منع فرمادیا۔

اَوْاِخْوَانَھُمْ. میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں کہ انہوں نے غزوہ احد میں اپنے بھائی کو قتل کیا۔

اَوْعَشِیْرَتَھُمْ. میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہوں نے اپنے اہل خاندان کو قتل کیا۔ مراد ہیں۔

دلجی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر میں اپنے ماموں عاصم بن ہشام کو قتل کیا۔

عبداللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایذا پہنچانے میں پیش پیش رہتا تھا۔ اسی نے ایک غزوہ کے موقع پر کہا تھا۔

لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِ یْنَۃِ لَیُخْرِ جَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَ ذَلَّ.	اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا۔

اس نے اپنے آپ کو عزت والا اور سید المرسلین حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذلت والا کہا۔ اور اتنی بڑی گستاخی کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا۔

لَاتُنْفِقُوْ عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا.	جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جاویں گے۔

اس کے ان گستاخانہ اور بیہودہ کلمات سے اس کا کفر ونفاق اور اس کی اسلام دشمنی خوب ظاہر ہو چکی تھی اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے قتل کرنے کی اجازت طلب کی، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا۔ عبداللہ بن اُبی کے بیٹے عبداللہ نے جو مخلص مؤمن تھا کسی سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارادہ عبداللہ بن اُبی کو قتل کرنے کا ہے اسلئے خدمت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور کا ارادہ عبداللہ بن اُبی کو قتل کرنے کا ہے اس کی ان حرکتوں (اور گستاخیوں) کی وجہ سے جن کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی ہے اگر

حضرت کا منشاء یہی ہے تو پھر مجھے حکم فرمایئے میں اس کا سر کاٹ کر خدمت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام میں پیش کردوں، اور خدا کی قسم میرے قبیلہ والے جانتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ مجھ سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا نہیں ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے علاوہ کسی دوسرے شخص کو اس کے قتل کرنے کا حکم فرمادیں اور وہ اس کو قتل کردے پھر میں اپنے باپ کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھوں اور مجھ پر حمیت غالب آجائے اور اس کو قتل کردوں اس صورت میں میں مؤمن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے کے جرم میں جہنم کا مستحق ہوجاؤں گا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ ہو۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء اس کے قتل کا ہے تو مجھے حکم فرماویں میں اس کا سر لاکر پیش کردوں گا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بَلْ نَرْفَقُ بِہٖ وَنُحْسِنُ صُحْبَتَہٗ. بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔

قرآن پاک کی محبت

(۱۷) قرآن پاک سے محبت ہو جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور اس سے مخلوق کی ہدایت ہوئی خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا اور اس کو اپنا خلق بنایا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ. آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق قرآن پاک ہے۔

اور قرآن پاک کی محبت کی نشانی یہ ہے کہ کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرے اور اس کے معانی سمجھنے کی کوشش کرے اور اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اس پر عمل

کرے اور دوسروں کو اس کے پڑھنے کی ترغیب دے۔ ایسے مدارس جن میں قرآن پاک کی تعلیم ہوتی ہو ان کی اعانت کرے اگر اس کی بستی میں ایسا مدرسہ نہ ہو تو قائم کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

عَلامَةُ حُبِّ اللهِ حُبُّ الْقُرآنِ وَعَلامَةُ حُبِّ الْقُرآنِ حُبُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلامَةُ حُبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّ السُّنَّةِ وَعَلامَةُ حُبِّ السُّنَّةِ حُبُّ الْآخِرَةَ وَعَلامَةُ حُبِّ الْآخِرَةِ بُغْضُ الدُّنْيَا وَعَلامَةُ بُغْض الدُّنْيَاانُ لَّايَدَّ خِرَمِنْهَا اِلاَ زَادًا وَبُلْغَةً اِلَى الْآخِرَةِ.

اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی قرآن پاک کی محبت ہے اور قرآن پاک سے محبت کی نشانی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہو سلم کی محبت کی نشانی سنت کی محبت ہے اور سنت کی محبت کی نشانی آخرت کی محبت ہے اور آخرت کی محبت کی نشانی دنیا کی نفرت ہے اور دنیا سے نفرت کی نشانی یہ ہے کہ اس سے کچھ جمع کر کے نہ رکھے مگر وہ توشہ اور سامان سفر جو اس کو آخرت تک پہنچا دے۔

اس لئے کہ قدر ضرورت سے زائد طلب کرنا حسرت اور وبال ہے کہ اگر حلال طریقہ سے حاصل کیا تو بھی حساب ضروری ہے اور اگر حرام طریقہ سے حاصل کیا پھر تو وہ عذاب وعقاب ہے اور اس میں مشغول ہونا خود حجاب ہے۔

پوری امت کے ساتھ محبت

(۱۸) پوری امت کے ساتھ محبت وشفقت ہو جو امت سید المرسلین حبیب رب

العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھی جس کو قرآن پاک میں حق تعالیٰ شانہ نے بیان فرمایا۔

لَقَدْ جآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَـزِیْـزٌ عَـلَیْـہِ مَـا عَـنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ.

(اے) لوگو تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ محبت

امت پر غایت رحمت وشفقت ہی کی وجہ سے امت کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنا رنج وغم ہوتا تھا کہ جان جانے کا خطرہ ہو جائے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اسی کو بیان فرمایا ہے۔

فَـلَـعَـلَّـکَ بَـاخِـعٌ نَفْسَکَ عَلٰی آثَـارِهِـمْ اِنْ لَـمْ یُـؤْمِـنُـوْا بِهٰـذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا.

(اور آپ جوان پر اتنا غم کھاتے ہیں) سو شاید آپ انکے پیچھے کہ یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دیدینگے (یعنی اتنا غم نہ کریں کہ قریب بہ ہلاکت کردے)۔

امت پر غایت رحمت وشفقت ہی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے لمبے لمبے سجدے فرما کر (کہ روح اقدس پرواز ہونے کا خطرہ ہونے لگے) اور اتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھ کر کہ پیروں پر ورم آ جاتا امت کی ہدایت اور مغفرت کی دعائیں فرماتے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیاری زندگی کا ایک ایک لمحہ امت کی خیر خواہی میں صرف فرمایا۔ امت ہی کی خاطر وہ تکالیف برداشت فرمائیں کہ دنیا کے کسی انسان بلکہ کسی پیغمبر نے ایسی تکالیف نہیں اٹھائیں۔ پس جو امت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنی پیاری اور محبوب تھی اس سے محبت وشفقت کا ہونا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے لئے لازم ہے۔

حَبِیْبُ الْحَبِیْبِ حَبِیْبُ

دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے

اور امت سے محبت اور شفقت کی نشانی یہ ہے کہ جو چیزیں دنیا وآخرت میں امت کے لئے نفع کی ہیں ان کے حصول کی کوشش کرے اور جو چیزیں دنیا وآخرت میں امت کو نقصان دینے والی ہیں ان کے دفع کرنے اور دور کرنے کی کوشش کرے۔

دنیا سے نفرت آخرت کی رغبت

(۱۹) دنیا سے نفرت اور آخرت کی رغبت ہو کہ سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باوجودیکہ تمام کائنات کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے وجود بخشا گیا اور سب نعمتیں عطا کی گئیں تمام تر خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہاڑوں کو سونے کا بنانے کیلئے فرمایا گیا۔ نبی ملک بننے کا اختیار دیا گیا مگر اس سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فقر کو اختیار فرمایا اور حق تعالیٰ شانہ کی جناب میں عرض کیا۔

لَایَـارَبِّ وَلٰـکِـنِّـیْ اَشْبَـعُ یَـوْمًـا	نہیں یارب اورلیکن میں یہ چاہتا ہوں
وَاَجُـوْعُ یَـوْمًـا فَـاِذَا جُـعْـتُ	کہ ایک روز سیر ہوکر کھاؤں اور ایک
تَـضَـرَّعْـتُ اِلَیْکَ وَاِذَا شَبِعْـتُ	روز بھوکا رہوں جب بھوکا رہوں تو
حَمِدْتُّکَ وَشَکَرْتُکَ.	تیری طرف زاری کروں اور جب
	آسودہ ہوں تو تیری حمد اور شکر کروں۔

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقر

اور اس کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی محبت کی نشانی بھی قرار دیا چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص خدمت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوچ کر کہو، کیا کہہ رہے ہو، اس نے پھر یہی کہا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر یہی ارشاد فرمایا تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنْ کُـنْـتَ تُـحِبُّـنِـیْ فَـاَعِـدَّ لِلْفَقْرِ فَاِنَّ الْـفَـقْـرَ اَسْـرَعُ اِلٰـی مَـنْ یُّـحِبُّـنِـیْ مِنَ السَّیْـلِ اِلٰـی مُـنْتَهَـاهُ. جـمـع الفوائد ص/۲۴۷ ج/۲.	اگر مجھ سے محبت رکھتے ہو تو فقر پر صبر کرنے کیلئے تیار ہوجاؤ اسلئے کہ فقر مجھ سے محبت کرنیوالے کی طرف سیلاب کے اپنے نشیب کی طرف چلنے سے زیادہ تیز دوڑتا ہے۔

تنبیہ

ان نشانیوں میں سے جتنی نشانیاں جس شخص میں پائی جائیں گی اسی درجہ اس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سمجھی جائے گی اور جس میں جتنی نشانیاں کم ہوں گی

اس میں اتنی ہی محبت کم ہو گی۔

نفس محبت سے تو کوئی مؤمن بھی خالی نہیں ہوتا کہ جس میں کسی درجہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت نہیں وہ مؤمن ہی نہیں پس ہر مؤمن خواہ وہ کتنا ہی گنہگار ہو اس میں بھی کچھ نہ کچھ محبت ضرور ہو گی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص پر حد خمر جاری کی گئی بعض نے اس کے بارے میں ناپسندیدہ کلمات کہے اس پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا تَلْعَنُهُ فَاِنَّهٗ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ. اسے لعنت مت کرو بیشک یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔

مگر اس درجہ کی معمولی محبت جو گناہوں سے بھی نہ روک سکے کافی نہیں بلکہ مطلوب کمال محبت ہے جس کا ثمرہ کمال اتباع ہے۔ پس ہر شخص اپنی محبت کو مذکورہ بالا نشانیوں سے پرکھے کہ مجھ میں کتنی نشانیاں موجود ہیں اور کتنی نہیں جتنی نشانیاں کم ہیں ان کے حاصل کرنے اور اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال محبت عطا فرمائے (آمین، آمین)

یارب العالمین بحمرمة حبیبک سید المرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ اجمعین.

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَداً عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

چھٹا حق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم

سیدالمرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم بھی ہر امتی پر فرض ولازم ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَمُبَشِّراً وَنَذِيْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ الآية.

اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کو (اعمال امت پر قیامت کے دن) گواہی دینے والا (عموما) اور (دنیا میں خصوصا مسلمانوں کے لئے) بشارت دینے والا (اور کافروں کے لئے) ڈرانیوالا کر کے بھیجا ہے تا کہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے دین کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ میں ضمیر منصوب کا مرجع یا تو لفظ اللہ ہے یا لفظ رسول دونوں قول روح المعانی[1] میں ذکر کئے ہیں دوسرے قول کے مطابق وَتُوَقِّرُوْهُ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تُعَزِّرُوْهُ کے معنی تُجِلُّوْهُ تم ان کی تعظیم کرو، نقل کئے گئے ہیں اور مبرد رحمۃ اللہ علیہ نے اس

[1] روح المعانی ج۲۶/ص۹۶

کے معنی تُبَالِغُوْا فِیْ تَعْظِیْمِہٖ (تم ان کی انتہائی تعظیم کرو) بیان کئے ہیں[۲] غرضیکہ دوسرے قول کے مطابق آیت پاک میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انتہائی تعظیم وتکریم کا حکم ہے۔

اسی طرح دوسری بہت سی آیات میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا بیان ہے جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّ مُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ.

اے ایمان والو اللہ اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (کی اجازت) سے پہلے تم کسی قول یا فعل میں سبقت نہ کیا کرو (یعنی جب تک قرآئن قویہ سے یا بالتصریح گفتگو کی اجازت نہ ہو گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ (تمہارے سب اقوال کو) سننے والا (اور تمہارے افعال کو) جاننے والا ہے۔

اس آیت پاک میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام میں سبقت کرنے سے منع کیا گیا ہے چونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام ثعلب ابوالعباس احمد بن یزید شیبانی حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے یہی نقل کیا گیا ہے۔

حضرت حسن بصری، مجاہد، ضحاک، سدی، ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ

[۲] روح المعانی ج/۲۶ ص/۹۶

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دینی ودنیوی کاموں میں سے کسی بھی کام میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے حکم فرمانے اور اجازت دینے سے پہلے فیصلہ کرنے اور رائے دینے سے منع کیا گیا ہے۔

اور وَاتَّقُوا اللہ کا اضافہ کر کے اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو اور موکد فرمادیا چنانچہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی بیان کئے ہیں۔

اِتَّقُوْہُ یَعْنِیْ فِی التَّقَدُّمِ. (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے (قول وفعل) میں پیش قدمی کرنے میں اللہ سے ڈرو۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی بیان کئے ہیں۔

اِتَّقُوْہُ فِیْ اِھْمَالِ حَقِّهٖ وَتَضْیِیْعِ حُرْمَتِهٖ. رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق کو ترک کرنے اور حرمت کو ضائع کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

پس اس آیت پاک سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم اور اس کی تاکید خوب ثابت اور واضح ہے۔ دوسری آیت پاک میں ہے۔

یٰاَیھاالذین آمنو لا ترفعو الایۃ کا شان نزول

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.

اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو

جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آپس میں کوئی بات کرنا ہو اور نہ برابری کی آواز سے بولو جب کہ خود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب کرنا ہو) کبھی تمہارے اعمال برباد ہوجاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ (معارف القرآن)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وفد بن تمیم خدمت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن سعید بن زرارہ کو امیر بنانے کیلئے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس کا نام پیش کیا اسی سلسلہ میں دونوں حضرات کی آواز بلند ہوگئی اور گفتگو میں بھی تیزی آ گئی آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس موقع پر یہ آیت پاک نازل ہوئی دونوں حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنے کا بہت صدمہ ہوا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

وَاللّٰهِ لَا اُكَلِّمُكَ بَعْدَ هٰذَا اِلَّا كَاَخِي السِّرَارِ .

خدا کی قسم اس کے بعد (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بس راز کی بات کہنے والے کے مثل کلام کیا کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال ہوا کہ باوجودیکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز تھے مگر یہ آیت نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اتنی آہستہ گفتگو کرتے کہ بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوچھنے کی نوبت آتی کہ کیا کہا۔

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان میں کچھ ثقل تھا جس کی وجہ سے آواز بلند ہوجاتی تھی جب یہ آیت پاک نازل ہوئی تو سخت صدمہ ہوا اور اندیشہ ہوا کہ کہیں میرے اعمال ہی ضائع و برباد نہ ہوجائیں اسی اندیشہ اور شدت صدمہ کی وجہ سے اپنے گھر بیٹھے رہے اور دربار اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری ترک کردی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے حال کی اطلاع ہوئی تو ان کو بلا کر سبب پوچھا انہوں نے عرض کیا۔

يَـانَبِـيَّ اللهِ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ اَكُوْنَ هَلَكْتُ نَهَانَا اللّٰهُ اَنْ نَجْهَرَ بِالْقَوْلِ وَاِنَّا اِمْرَأٌ جَهِيْرُ الصَّوْتِ.

اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اپنے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہوا۔ اللہ نے ہم کو بلند آواز سے بات کرنے کو منع فرمایا ہے، اور میری آواز بلند ہے۔

حق تعالیٰ شانہ کو ان حضرات کا یہ ادب اتنا پسند آیا کہ قرآن پاک میں ان کی تعریف فرمائی اور ان کے اس ادب پر مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔

اِنَّ الَّـذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے پست کرتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں

وَاَجْرٌ عَظِیْمٌ. . جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے خاص کر دیا ہے اور ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجرعظیم ہے۔

(ترجمہ حضرت حکیم الامتؒ)

ادب والوں کے لئے تین انعام

اس آیت پاک میں حق تعالیٰ شانہ نے ان حضرات کے لئے تین چیزوں کی خوشخبری سنائی (۱) تقویٰ (۲) مغفرت (۳) اجرعظیم۔ اگر غور کیا جائے تو ان تین لفظوں میں حق تعالیٰ شانہ نے دنیوی واخروی ظاہری و باطنی بے شمار نعمتوں، رحمتوں، برکتوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں متعدد آیات میں صاحب تقویٰ کے لئے دنیوی واخروی، ظاہری و باطنی بے شمار نعمتوں کے وعدے ہیں۔ اسی طرح مغفرت حق تعالیٰ شانہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ آخرت کی ساری نعمتیں اس پر موقوف ہیں۔ اسی طرح، اجرعظیم۔ جس اجر کو حق تعالیٰ شانہ عظیم فرماویں اس کی عظمت کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اوراس سے اوپر والی آیت میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے کلام کرنے اور بلند آواز سے پکارنے پر اعمال کو برباد وضائع کرنے کی دھمکی دی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی خسارہ نہیں کہ کسی کے اعمال ہی ضائع ہوجائیں۔ معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال ادب وتعظیم پر دونوں جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں (رزقنا اللہ منہ) اور بے ادبی پر دونوں جہاں کا خسارہ وہلاکت (اعاذنا اللہ منہ) اسی طرح حق تعالیٰ شانہ نے ایسے لوگوں کو جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب ملحوظ نہ رکھیں بے عقل فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ جولوگ حجروں کے باہر سے آپ صلی

الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ. اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں ان میں اکثروں کو عقل نہیں۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتوں کا علم ہوا۔

چند آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کرتے ہوئے اتنی آواز سے کلام کرنا کہ آواز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز کے برابر ہو جائے (چہ جائیکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہو) درست نہیں۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آپس میں بلند آواز سے کلام کرنا جائز نہیں۔

(۳) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس طرح بے محابا گفتگو کرنا جس طرح آپس میں کرتے ہیں درست نہیں۔

(۴) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لیکر پکارنا جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں درست نہیں۔

(۵) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرۂ مبارک میں تشریف فرما ہوں تو باہر سے تقاضا کر کے پکارنا درست نہیں۔

آستانہ عالیہ علیہ الصلوۃ والسلام پر حاضری کے وقت ان باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔

اور جس طرح حیات طیبہ کے یہ آداب ہیں وفات فرمانے کے بعد کے بھی یہی آداب ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اب بھی اسی طرح فرض ولازم ہے چونکہ سید المرسلین حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں حیات

ہیں۔لہذا آستانہ عالیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضری کے وقت ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ رکھیں۔

(۱) صلوٰۃ وسلام پیش کرتے وقت آواز بلند نہ ہو۔

(۲) نظر نیچی ہو، عظمت وہیبت کے ساتھ اقدام عالیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کھڑا ہو۔

(۳) صلوۃ وسلام پیش کرتے ہوئے ایسا صیغہ استعمال کریں جس سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پوری عظمت ظاہر ہو، مثلاً یوں کہیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ　　الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ　　الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یاخاتم النبیین　　الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید المرسلین

صرف نام مبارک لینے پر اکتفا نہ کریں مثلاً کوئی یوں کہے۔

السلام علیک یا محمد. اس سے احتراز کریں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)۔

(۴) صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جالی وغیرہ کو نہ چھووے۔

(۵) صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے دل کو ادھر ادھر کے خیالات سے بالکل یکسو رکھے کہ دو جہان کے سردار محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے غافل دل کے ساتھ حاضر ہونا بڑی گستاخی ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ آستانہ عالیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضری سے قبل غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ کر حق تعالیٰ شانہ سے دربار اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آداب بجا لانے کی توفیق مانگے اپنے گزشتہ گناہوں سے سچی توبہ کرے حق تعالیٰ شانہ سے مغفرت طلب

کرے پھر کچھ دیر خاموش بیٹھ کر سید المرسلین حبیب رب العالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مقام وعظمت کو سوچے اور اس کو اپنے دل میں مستحضر کرے پھر سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نظر نیچی کئے ہوئے کمال احترام وعظمت کے ساتھ حاضر ہو اور مختصر صلوٰۃ وسلام پیش کرے شیخین صدیق اکبر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام پیش کر کے بعد واپس ہو جائے لمبے لمبے قصیدے پڑھنے سے احتراز کرے کہ دیر تک دلوں میں یکسوئی دشوار ہوتی ہے البتہ خواص اور وہ حضرات جن کو دیر تک اپنے دلوں کو یکسو رکھنے پر قابو ہے ان کو طویل صلوٰۃ وسلام پیش کرنے میں مضائقہ نہیں جن کا یہ حال نہیں ان کو یہی بہتر ہے کہ مختصر صلوٰۃ وسلام پیش کریں اور جن قصیدوں میں حقیقت کم ہو ان سے پورا پورا پرہیز کریں کہ اس دربار اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی تصنع ،مکروفریب لے کر جانا بڑا خسارہ ہے۔

(۶) بار بار مواجہ مبارکہ کے پاس سے نہ گزرے بلکہ وہاں صرف صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہو۔ اور اعلیٰ یہ ہے کہ باب جبرئیل علیہ السلام کی جانب سے حاضری ہو اور صلوۃ وسلام پیش کر کے ادھر ہی سے واپس ہو جائے الا یہ کہ زیادہ دشواری اور حرج ہو۔

(۷) آستانہ عالیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب تو آپس میں کلام کرنا بہت ہی خطرناک ہے مسجد نبوی میں بھی بلاضرورت کسی سے کلام نہ کرے اگر بضرورت کرنا ہو تو بہت آہستہ سے بقدر ضرورت کلام کرے۔

(۸) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ایسا لفظ جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام عظمت کے خلاف کا کوئی بھی پہلو نکلتا ہو یا اس کا ایہام بھی ہو ہرگز ہرگز استعمال نہ کرے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

یٰـــا اَیُّھَـــا الَّـــذِیْـــنَ آمَـنُـوْا لَا تَقُوْلُوْارَاعِنَا وَقُوْلُوْاانْظُرْنَا.	اے ایمان والوتم (لفظ) راعنا مت کہا کرواور ’’انظرنا‘‘ کہہ لیا کرو۔

آیت پاک میں مؤمنین کولفظ ،راعنا، کہنے سے منع فرمایا گیاہے جس کے معنی ہیں ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رعایت فرمایئے‘‘ چونکہ لغت یہود میں اس کے دوسرے معنی ہیں جوآنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف ہیں۔ نیز لفظ ،راعنا،مراعات، کا امر ہے جو باب مفاعلت کا مصدر ہے اور مفاعلت کی خاصیت یہ بھی ہے کہ فعل کا صدور دونوں جانب سے ہو۔ جس کی وجہ سے اس کے معنی ہوں گے۔ ’’آپ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہماری رعایت فرمایئے ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رعایت کریں گے‘‘ جس سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے۔ ’’اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری رعایت نہ فرمائیں تو ہم بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رعایت نہیں کریں گے‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اس لفظ سے اول معنی ہی مراد لیتے تھے اوران دوسرے دونوں معنیٰ کا ان کو خیال بھی نہ گزرتا تھا مگر ان دوسرے معنی کے ایہام اوراحتمال بعید کی وجہ سے یہ لفظ کہنے سے ان کو منع کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عظمت کے خلاف ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ کوئی ایسا لفظ جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عظمت کے خلاف کسی معنیٰ کا ایہام یا احتمال بعید بھی ہواس کے استعمال کرنے کی ہرگز ہرگز اجازت نہ ہوگی۔نعت خواں،قصیدہ خواں عام طور پر اس میں زیادہ غیر محتاط ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

وَمَا کَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْہُ وَمَا کُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَأَ عَیْنِیْ مِنْہُ اِجْلَالًا لَہُ وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَہُ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَمْلَأُ عَیْنِیْ مِنْہُ.

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ نہ مجھے کوئی محبوب تھا نہ میری نظر میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باعظمت تھا اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عظمت کی وجہ سے نظر بھر کر دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا اور اگر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیۂ مبارک بیان کرنے کو کہا جائے تو میں بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نظر بھر کر کبھی دیکھا ہی نہیں۔

تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی حال تھا کہ عظمت و ہیبت کی وجہ سے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کا نقشہ بیان فرماتے ہیں۔

كَانَ يَخْرُجُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَلَا يَرْفَعُ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلَيْهِ بَصَرَهٗ اِلَّا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَاِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ اِلَيْهِ وَيَنْظُرُ اِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمَانِ اِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ اِلَيْهِمَا.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لاتے وہ بیٹھے ہوئے ہوتے اوران میں حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود ہوتے۔ پس ان میں سے کوئی بھی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر نہیں اٹھاتا تھا البتہ یہ دونوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے اور مسکراتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دونوں کی طرف دیکھتے اور مسکراتے۔

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اردگرد (حلقہ بنائے اس طرح مؤدب) بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں (کہ ذرا حرکت ہوئی تو پرندہ اڑ جائے گا)۔

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی دوسری حدیث میں ہے۔

اِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَائُهُ كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ.

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے والے (اس طرح) اپنے سروں کو جھکا کر (متوجہ ہو کر سنتے) گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

(یعنی اس طرح ادب سے بیٹھتے تھے کہ ان میں ذرا حرکت تک نہ ہوتی تھی)۔

عروہ بن مسعود کا بیان

٦ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تحقیق حال کے لئے بھیجا عروہ بن مسعود نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جو حال دیکھا اس کو اپنی قوم سے جا کر اس طرح بیان کیا ''جب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وضو فرماتے ہیں تو ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وضو کے استعمالی پانی کی طرف (اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے) اس طرح جھپٹتے ہیں (کہ گویا آپس میں) لڑ پڑیں گے۔ اور جب وہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تھوک یا بلغم تھوکتے ہیں تو اس کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے بدن اور چہرہ پر ملتے ہیں اور اگر ان کا (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا) کوئی بال گرتا ہے تو اس کو اٹھانے اور حفاظت کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور جب وہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کسی چیز کا حکم فرماتے ہیں تو اس کو

بجالانے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہیں اور جب وہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کلام فرتے ہیں تو سب خاموش ہوکر سنتے ہیں اور عظمت کی وجہ سے ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ عروہ بن مسعود نے یہ آنکھوں دیکھا حال اپنی قوم قریش سے بیان کیا اور کہا کہ اے خاندان قریش میں کسریٰ (شاہ ایران) قیصر (شاہ روم) نجاشی (شاہ حبشہ) کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو اس کی قوم میں اتنا معظم نہیں دیکھا جتنا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں معظم ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حسن ادب

صلح حدیبیہ ہی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلح کے سلسلہ میں گفتگو کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار مکہ کے پاس بھیجا، کفار مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طواف کعبہ کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا۔

مَاكُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طواف کرنے سے پہلے میں طواف نہیں کرسکتا۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی حال تھا کہ عظمت کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ منتظر رہتے تھے کہ کوئی دیہاتی اجنبی شخص آکر سوال کرے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا جواب مرحمت فرماویں اور ہمیں بھی اس کا علم حاصل ہوجائے۔

حضرت قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ جب میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹھے ہوئے دیکھا (ہیبت وعظمت) کی وجہ سے مجھے کپکپی آ گئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حال ذکر کیا گیا ہے جب کوئی سخت ضرورت پیش آتی اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوتے تو ہیبت وعظمت کی وجہ سے حجرۂ مبارکہ کا دروازہ ناخونوں سے کھٹکھٹاتے۔

دو سال تک بات پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی

حضرت ابویعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بات پوچھنا چاہتا تھا مگر دو سال تک ہیبت وعظمت کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ بِحَسْبِ جَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ

بعد وفات رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم

سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم جس طرح حیات طیبہ میں فرض ولازم تھی اب بھی اسی طرح لازم ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک یا سنت وسیرت مبارکہ کا ذکر کرے تو عظمت کے ساتھ کرے کوئی دوسرا ذکر کرے تو عظمت کے ساتھ سنے کہ گویا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے سلف صالحین رحمہم اللہ کا ہمیشہ یہی طریقہ رہا ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ابوجعفر منصور کو نصیحت

ابوجعفر منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی مسئلہ میں مسجد نبوی میں گفتگو کی گفتگو کے دوران آواز بلند ہوگئی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین اس مسجد میں آواز بلند نہ فرماویں چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک قوم کو ادب سکھلایا اور ارشاد فرمایا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ الآیة. اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

اور ایک قوم کی (جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آواز پست کرتے

تھے) تعریف فرمائی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَھُمۡ الآیة.

بے شک جولوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے پست رکھتے ہیں۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے خاص کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

اور ایک قوم (جس نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو ملحوظ نہ رکھا اور بلند آواز سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا) اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ الآیة.

جولوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں اکثروں کو عقل نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طرح حیات طیبہ میں ضروری تھی اسی طرح وفات فرمانے کے بعد بھی ضروری ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نصیحت سن کر خلیفہ ابوجعفر منصور رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عاجزی اور تواضع اختیار کی اور عرض کیا۔ اے ابوعبداللہ (کنیت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد قبلہ کی طرف چہرہ کر کے دعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہی چہرہ کئے ہوئے دعا کروں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، اپنا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے مت پھراؤ۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے اور تیرے باپ آدم علیہ السلام اور قیامت تک پیدا ہونے والی تمام مخلوق کا وسیلہ ہیں اسلئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب چہرہ کئے ہوئے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت اور وسیلہ کی درخواست کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جآءُ وْکَ الآیة.

(ترجمہ):۔اور اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنے والا رحمت کرنے والا پاتے۔(بیان القرآن)

ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، (اتباع تابعین رحمۃ اللہ علیہم) میں سے جس کا بھی میں تم سے ذکر کروں ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ اس سے افضل ہیں، ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ نے دو حج کئے میں ان سے کوئی حدیث وغیرہ تو نہ سنتا تھا البتہ ان کو دیکھا کرتا تھا (ان کا یہ حال تھا) کہ جب بھی ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو شدت شوق ومحبت میں اتنا روتے کہ روتے روتے ان کا یہ حال ہوتا کہ مجھے ان پر رحم آنے لگتا۔ جب میں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو میں نے ان سے حدیث لکھی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث بیان کرنے کے وقت حالت

مصعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ تبدیل ہو جاتا کمر جھک جاتی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بیٹھے والوں پر یہ حالت سخت گزرتی (اوران کو رحم آنے لگتا) ایک روز ان سے اس کے بارے میں کہا گیا کہ اپنے اوپر اتنی مشقت نہ ڈالیں۔انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام عظمت وجلال اور مرتبہ جمال کو جتنا میں

پہچانتا ہوں اگر تم بھی پہچانتے تو میری حالت جو تم دیکھتے ہو بے محل نہ سمجھتے (اور تعجب نہ کرتے)۔

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

میں نے محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے جو سید القراء تھے، ہم جب بھی ان سے کوئی حدیث پوچھتے تو وہ اتنا روتے کہ ہم کو ان پر رحم آنے لگتا۔

جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

اور میں نے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا باوجودیکہ وہ کثیر المزاح اور کثیر التبسم تھے مگر جب بھی ان کے سامنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو انکا رنگ زرد ہو جاتا انکی حالت بدل جاتی، اور میں نے ان کو کبھی بغیر طہارت کے حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا۔ اور میں ایک زمانہ تک (کثرت سے) ان کے پاس آتا جاتا تھا ہمیشہ ان کو تین حالتوں میں سے ایک حالت میں پاتا تھا (۱) نماز پڑھتے ہوئے (۲) خاموش (۳) قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے۔ ان تینوں حالتوں کے سواء کبھی دوسری حالت پر نہیں دیکھا وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علماء اور عبادت گذاروں میں سے تھے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

اور عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے ان کا چہرہ زرد ہو جاتا کہ اگر ان کے چہرہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ سب خون نکل گیا کچھ بھی باقی نہیں رہا اور ان کی زبان منہ میں خشک ہو جاتی کہ کمال اکرام اور کمال احترام کی وجہ سے اپنے کلام کو پورا نہ کر سکتے۔

عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

اور میں عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتا تھا (ان کا یہ حال تھا) کہ جب ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو اتنا روتے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے۔

محمد بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

اور میں نے محمد بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا جو لوگوں میں بہت نرم مزاج اور لوگوں سے (بہت) تعلق و محبت کرنے والے تھے مگر جب ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کا یہ حال ہوتا کہ گویا نہ وہ تجھے پہچانتے ہیں نہ تو ان کو (یعنی بالکل بے خودی کی حالت ہو جاتی تھی)

صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

اور میں صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی حاضر ہوتا تھا جو بڑے عبادت گزار اور مجاہدہ کرنے والوں میں سے تھے (کہا جاتا ہے کہ چالیس برس برابر انہوں نے اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھا) جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تو اتنا روتے (اتنا روتے) کہ لوگ ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر اٹھ کر چلے جاتے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث سنتے تو ان کے سینہ میں رونے کی آواز اور بدن میں حرکت اور کپکپی پیدا ہو جاتی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (حدیث پڑھنے سننے والے) لوگوں کا زیادہ اجتماع ہونے لگا تو ان سے عرض کیا گیا: اگر آپ کوئی مستملی (لوگوں کو آواز پہچانے والا) مقرر فرمالیں تو کیا ہی اچھا ہو (کہ وہ دور تک لوگوں کو آواز پہنچا دیا کرے)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ الآیۃ.

اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔ اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم (حیا و میتا) دونوں حالت میں برابر ہے اور مستملی مسجد نبوی میں آواز بلند کرے گا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے خلاف ہے۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (جو اکابرین تابعین میں سے ہیں) ان کا یہ حال تھا کہ بعض دفعہ مسکراتے ہوتے کہ ان کے سامنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کی جاتی تو دفعتہً (حالت بدل جاتی) اور خوفزدہ ومتواضع ہو جاتے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ (جو بڑے محدثین میں سے ہیں) جب حدیث پاک پڑھتے تو اولا لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم فرماتے اور یہ آیت پڑھتے۔

یاایُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ الآیۃ.

اوراس سے یہ مراد لیتے کہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام فرمانے کے وقت خاموش ہوکراس کا سننافرض ولازم ہےاسی طرح رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعدرسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی جائےتو خاموش ہوکراس کاسننافرض ولازم ہے۔

حدیث بیان کرتے وقت سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کا تعظیم ملحوظ رکھنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک سال تک (برابر) حاضر ہوا ہوں میں نے کبھی ان کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مگر ایک روز (اچانک) ان کی زبان سے نکل گیا ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم'' تو ایک بے چینی ان پر طاری ہوگئی حتی کہ میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہے۔ پھر (حدیث بیان کرنے کے بعد) فرمایا۔ ھٰکَذَا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَوْفَوْقَ ذَا اَوْمَا دُوْنَ ذَا اَوْمَاھُوَ قَرِیْبٌ مِنْ ذَا.

(رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) ان شاء اللہ اسی طرح ارشاد فرمایا یا اس سے کچھ زائد یا اس سے کچھ کم۔ یا اس کے قریب قریب۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے چہرہ کا رنگ بدل کر سیاہ ہوگیا۔ اور ایک روایت میں ہے ''ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور ان کے حلق کی رگیں پھول گئیں''

ابراہیم بن عبداللہ بن مریم انصاری قاضی مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفا وکرامۃ) بیان کرتے ہیں کہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

(حدیث سننے کے لئے) گئے (اور پھر حدیث سنے بغیر) واپس ہو گئے (ان سے اس کا سبب پوچھا گیا) تو جواب دیا۔ میں نے (مجلس میں)ایسی جگہ جہاں ادب سے بیٹھ کر حدیث سنتا نہیں پائی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں کھڑے ہو کر سننا میں نے پسند نہ کیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ کے پاس حاضر ہوا اور کسی حدیث کا سوال کیا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے پھر حدیث بیان فرمائی۔ اس شخص نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ بیٹھ کر مشقت نہ فرمائیں۔ (بلکہ لیٹے لیٹے حدیث بیان فرمادیں) اس پر انہوں نے جواب دیا۔ مجھے یہ ناپسند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث لیٹے ہوئے بیان کروں۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ بعض دفعہ اپنے اصحاب کے ساتھ ہنستے ہوئے (بے تکلفی سے باتیں کرتے ہوتے) کہ ان کے سامنے حدیث پاک ذکر کر دی جاتی تو (فوراً) ساکن وخاموش ہو جاتے۔

ابومصعب احمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک کی عظمت کی وجہ سے بغیر طہارت کے حدیث بیان نہ فرماتے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے) بیان فرماتے ہیں کہ جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تو جاریہ (خادمہ) ان سے آ کر کہتی۔ شیخ فرماتے ہیں کہ تم حدیث سننے کے واسطے آئے ہو یا مسائل معلوم کرنا چاہتے ہو۔ اگر لوگ کہتے کہ مسائل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لے آتے (اور مسائل بتا دیتے)۔ اور اگر وہ کہتے کہ حدیث سننا چاہتے ہیں۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ غسل فرماتے نئے (یا صاف) کپڑے پہنتے، چوغہ پہنتے، عمامہ باندھتے، سر پر چادر رکھتے، خوشبو لگاتے پھر وقار وادب سے تخت پر تشریف فرما ہو کر حدیث بیان فرماتے اور جب تک حدیث پاک کی مجلس جاری رہتی اس وقت تک برابر دھونی سلگائی جاتی رہتی۔ اور اس تخت پر صرف حدیث بیان کرنے کے وقت بیٹھتے۔ ابن ابی اویس اسماعیل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے) کہتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو جواب دیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کی عظمت کو پسند کرتا ہوں اور صرف طہارت کاملہ کے ساتھ ہی مؤدب بیٹھ کر حدیث بیان کرتا ہوں۔ ابن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ نے ہی یہ بھی بیان کیا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ راستہ میں چلتے ہوئے یا کھڑے ہوئے یا عجلت کی حالت میں حدیث بیان کرنا پسند نہ فرماتے اور اس کی وجہ بیان فرماتے۔ میں چاہتا ہوں کہ حدیث کو خوب اچھی طرح سمجھا کر بیان کروں اور عجلت میں یہ ہو نہیں سکتا۔ جیسا کسی شاعر نے کہا ہے۔

قَدْ يُدْرِکُ الْمُتَأَنِّی بَعْضَ حَاجَتِهٖ   وَقَدْيَكُوْنُ مَعَ الْمُسْتَعْجِلِ الزَّلَلُ

اطمینان سے کام کرنے والا اپنی بعض حاجت کو پا لیتا ہے۔ اور جلد باز سے کبھی

بڑی چوک ہو جاتی ہے۔

ضرارہ بن مرہ ابوسنان الشیبانی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ تمام سلف صالحین محدثین رحمۃ اللہ علیہم بغیر طہارت کے حدیث بیان کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

بچھو نے سولہ دفعہ ڈنک مارا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا وہ حدیث بیان فرمارہے تھے کہ بچھو نے سولہ دفعہ ان کے ڈنک مارا جس کی وجہ سے ان کا رنگ بدل کر زرد ہو جاتا مگر وہ برابر حدیث بیان فرماتے رہے۔ جب درس ختم ہو گیا اور سب لوگ واپس چلے گئے تو میں نے عرض کیا اے ابوعبداللہ آج میں نے (دوران درس) آپ کی عجیب حالت دیکھی۔ حضرت نے جواب دیا، ہاں، بچھو نے سولہ دفعہ ڈنک مارا مگر میں نے حدیث پاک کی عظمت کی وجہ سے صبر کیا (اور اسی وجہ سے نہ درس حدیث ختم کیا اور نہ حرکت کی) ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ میں ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیق (مدینہ منورہ کے قریب ایک وادی) کی طرف جارہا تھا میں نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا تم میرے نزدیک اس سے اونچے درجے کے ہو کہ چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کا سوال کرو۔

قاضی جریر بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے تھے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو قید کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو قاضی ہیں اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ قاضی (ادب سیکھنے یا سکھائے جانے کا) زیادہ مستحق ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہشام بن الغازی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے تھے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بیس کوڑے مارے پھر رحم آیا تو بیس حدیث بیان کی۔ ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا میں تمنا کرتا ہوں کہ کاش اور زیادہ کوڑے مارتے اور ہر کوڑے کے بدلے ایک حدیث بیان فرمادیتے۔

عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ بغیر طہارت کے حدیث نہ لکھتے تھے۔ خدائے پاک ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال عظمت کی دولت نصیب فرمائے (آمین)

یارب العالمین بحرمة حبیبک سید المرسلین

صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین الی یوم الدین .

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کی تعظیم

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کی تعظیم کی جائے حق تعالیٰ شانہ نے قرآن پاک میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کی خود تعریف فرمائی ہے۔ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا.	اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے) گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک صاف رکھے۔

اہل بیت میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن داخل ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی مروی ہے اس لئے کہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیت (گھر) ہی میں تھیں پس اہل بیت میں ان کا داخل ہونا ظاہر ہے۔

ایک دوسری آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے امہات لمؤمنین ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ.	اور آپ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیبیاں ان مؤمنین کی مائیں ہیں۔

آیت پاک میں ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو امہات المؤمنین کہا گیا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح مؤمنوں پر اپنی حقیقی ماؤں کا احترام اور تعظیم ضروری ہے اسی طرح ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا احترام اور تعظیم ضروری ہے۔ اور چونکہ نکاح کرنا تعظیم کے منافی ہے اس وجہ سے بھی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے نکاح کرنا حرام فرمایا گیا جیسا کہ حقیقی ماؤں سے نکاح حرام اور باطل ہے ارشاد ہے:۔

وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا.

اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد آپ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اہل بیت کی تعظیم ضروری ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ اَهْلَ بَيْتِىْ ثَلٰثًا.

میں تم کو اپنے اہل بیت کی تعظیم کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین دفعہ ارشاد فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اہل بیت کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: آل علی رضی اللہ عنہ آل جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آل عقیل (اولاد ابی طالب)

آل عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱

شیعہ لوگوں پر رد (حاشیہ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلِفُوْنِیْ فِیْہِمَا. مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۹

میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس کو پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے (۱) کتاب اللہ (۲) میرے اہل بیت، پس غور کرلو کہ میرے بعد ان دونوں (کے حقوق کی ادائیگی) میں کیا معاملہ کرو گے۔

ایک روایت میں ہے۔

آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا پہچاننا جہنم سے براءت کا ذریعہ ہے۔ اور ان سے محبت کرنا پل صراط پر آسانی سے گزرنے کا سبب ہے اور ان کی نصرت واعانت عذاب سے امان ہے۔ آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پہچاننے سے مراد ان کے مرتبہ کا پہچاننا ہے کہ رسول کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے حسب نسب میں ان کو کس درجہ کا تعلق ہے تا کہ اسی کے مطابق ان کی تعظیم کی جائے۔

---

۱ اس صراحت کے ہوتے ہوئے شیعہ لوگوں کو کہاں گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ اہل بیت کو صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص کردیں ۱۲۔

متعدد روایات میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت بیان کی گئی ہے جن سے ان کی تعظیم کا ضروری ہونا ظاہر ہے اور ان کی تعظیم ضروری و لازم ہونے کے لئے یہی کیا کم ہے کہ وہ سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا آل بیت کی تعظیم کرنا

حضرت عبداللہ بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کسی ضرورت سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا انہوں نے فرمایا کہ جب تم کو کوئی ضرورت پیش آیا کرے تو کسی کو میرے پاس بھیج دیا کریں یا پرچہ لکھ کر بھیج دیا کریں (خود تکلیف نہ فرمایا کریں) مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میرے دروازہ پر دیکھیں۔ ایک نسخہ میں ہے میں آپ کو اپنے دروازہ پر دیکھوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ

حاکم نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی نماز جنازہ پڑھی جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ان کی سواری ان کے قریب کی گئی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی سواری کی لگام پکڑ لی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چچا کے بیٹے آپ اسے چھوڑ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا۔ ہم اسی طرح علماء کا احترام کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے۔ ہمیں یہی حکم کیا گیا ہے کہ علماء کا احترام کریں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ چوم لیا اور

فرمایا ''ہمیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ (اسی طرح تعظیم) کرنے کا حکم کیا گیا ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے محمد بن اسامہ رحمۃ علیہ اللہ کو دیکھ کر فرمایا۔ کاش یہ میرا غلام ہوتا۔ کسی نے بتایا کہ یہ تو محمد بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حیاء کی وجہ سے سر جھکا لیا اور اپنی بات سے ایسی شرمندگی ہوئی کہ زمین کریدنے لگے اور فرمایا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو دیکھتے تو اس سے محبت فرماتے۔ (چونکہ ان کے باپ اور دادا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب تھے)۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ دمشق میں اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اسامہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئیں بڑھاپے کی وجہ سے ان کا غلام ہاتھ پکڑے لا رہا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے ان کی طرف چلے اور ان کو اپنی جگہ بیٹھایا اور خود ان کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے، اور ان کی ضرورتیں پوری فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شبیہ کی تعظیم

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ہی نے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ کابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صورت وشکل میں مشابہت رکھتے ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بلایا اور وہ جب دروازہ سے داخل ہوئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تخت سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور ان

کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اوران کو کچھ جائداد عطا کی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے۔

جعفر بن سلیمان نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے کوڑے لگوائے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر گھر لایا گیا جب افاقہ ہوا تو فرمایا۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا۔ ان سے سبب پوچھا گیا تو فرمایا۔ مجھے اپنی موت کا اندیشہ ہے اور موت کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگی پس مجھے حیا آتی ہے کہ میری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل میں سے کوئی جہنم میں داخل ہو۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا آل بیت کی تعظیم کرنا

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے جعفر سے اس کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ میں بدلہ لینے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اور خدا کی قسم میں نے ہر کوڑے کو اپنے جسم سے اٹھنے سے پہلے معاف اور حلال کر دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے۔

ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا۔ اگر میرے پاس (بالفرض) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کسی ضرورت سے) تشریف لائیں تو میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرورت کو پہلے پورا کروں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ کی وجہ سے اور البتہ آسمان سے زمین پر گرا دیا جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ان دونوں (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو (فضیلت میں) مقدم کروں۔ ۱؎

حادثہ کے وقت سجدہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن میں سے کسی کے انتقال کی خبر دی گئی تو فوراً سجدہ میں گر گئے کسی نے اس وقت سجدہ کرنے کا سبب پوچھا انہوں نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمایا کہ جب تم کوئی بڑی نشانی یا بڑا حادثہ دیکھو تو سجدہ کرو۔ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن کے انتقال ہو جانے سے زیادہ بڑا حادثہ اور کیا ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے جایا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔

پس سید المرسلین حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا تقاضا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اہل بیت اور اہل تعلق کی بھی تعظیم کی جائے۔

۱؎ یہ ان کی رائے ہے جمہور رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک افضل یہی ہے کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر شئی میں مقدم ہیں۔ فتأمل ۱۲

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت

سید المرسلین حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم کی جائے۔ اگر ان حضرات کی فضیلت قرآن وحدیث میں بیان بھی نہ کی جاتی تب بھی ان کی تعظیم لازم وضروری ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحابؓ ہیں اوران کے مجاہدات اورقربانیاں مزید براں کہ ایمان واسلام جیسی بے بہادولت ہم تک پہنچنے میں وہی حضرات واسطہ ہیں اوراس میں ان کے مجاہدات اورقربانیوں کو بڑادخل ہے۔ پس ان کی تعظیم وتکریم فرض ولازم ہے انہیں کی شان مین حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ.

کیاہی اعلیٰ مقام ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ان کو اپنی رضاوخوشنودی کی خوش خبری دے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ	محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں سے مقابلہ میں تیز ہیں۔ اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کررہے ہیں کبھی سجدہ

فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا.

کرر ہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں لگے ہیں۔ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے اوصاف توریت میں ہیں اورانجیل میں ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھراس نے اس کوقوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی پھراپنے تنے پرسیدھی ہوگئی کہ کسانوں کوبھلی معلوم ہونے لگی تا کہ ان سے کافروں کوجلاوے۔اللہ تعالی نے ان صاحبوں سے جوکہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کررہے ہیں مغفرت اوراجرعظیم کاوعدہ کررکھاہے۔

والذین معه کی تفسیر

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ . اس جملہ میں حق تعالیٰ شانہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وآصحابہ وسلم کی معیت کے شرف اورفضیلت کو بیان فرمایاہےاورکوئی شرف وفضل اس کے ہم پلہ نہیں ہوسکتا۔

اورآیت پاک میں معیت جسمانی وزمانی مرادنہیں چونکہ یہ تو کفار کوبھی حاصل تھی۔ بلکہ معیت خاصہ (نصرت واعانت) مراد ہے کہ ایمان لانے کے ساتھ ساتھ وہ

نصرت واعانت سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔

اوراس مضمون کوکسی دوسرے جملہ سے بھی بیان کیا جاسکتا تھا مگراس خاص جملہ۔ والذین مَعَهُ ۔سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی زندگی بھر دن رات ہرلمحہ ہرنوع (مال، جان، اولاد) کے ذریعہ نصرت واعانت سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔کسی دوسرے جملہ سے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔

اشدآء علی الکفار۔کی تفسیر

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ۔اس جملہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجاہدات وغزوات اور قربانیوں کی طرف اشارہ ہے۔اوراس کے ساتھ ساتھ ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے توکل علی اللہ، یقین کامل جیسے صفات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ باوجود قلیل وضعیف اور بے ساز وسامان (آلات حرب) ہونے کے کفار کے مقابلہ میں یہ سختی (جب کہ وہ ان سے کئی گنا زائداور ہرطرح آلات حرب سے لیس تھے) توکل علی اللہ اور یقین کامل کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی۔

اس مضمون کوبھی کسی دوسرے جملہ سے تعبیر کیا جاسکتا تھا مگر خاص یہ جملہ اسمیہ لاکر اس کی طرف اشارہ کیا کہ وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس صفت کے ساتھ متصف تھے زندگی بھراس کے ساتھ متصف رہے۔ایسانہیں کہ ان سے کبھی اس صفت کا ظہور ہوا ہواور کبھی نہیں۔

رحمآء بینهم۔کی تفسیر

رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ ۔اس جملہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہمی الفت ومحبت، رحمت وشفقت کو بیان فرمانا ہے اور یہاں بھی اس خاص جملہ اسمیہ سے جود وام

وہیشگی کو بتاتا ہے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات دائمی طور پر اس سے متصف تھے وہ حضرات زندگی بھر آپس میں انتہائی الفت ومحبت، رحمت وشفقت سے رہے، ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی کا کوئی دور بھی ایسا نہیں جس میں وہ اس صفت سے متصف نہ رہے ہوں اگر ان کے آپس میں کوئی کبھی اختلاف ہوا تو وہ اجتہادی غلطی اور اپنے کو حق پر جاننے کی وجہ سے پیش آیا جس کے ان کے پاس دلائل موجود تھے نہ کہ نفسانی تقاضوں کی وجہ سے اور یہ جب تک نہیں ہوسکتا جب تک انسان کے اندر سے اخلاق رذیلہ (کبر، بخل، غضب، حسد، حرص، ریا، شہرت پسندی، حب مال، حب جاہ) جیسے امراض نکل کر اخلاق حمیدہ (تواضع، عبدیت، سخاوت، قناعت، ایثار، اخلاص) جیسے اوصاف اس میں متمکن نہ ہوجائیں اور اس کی عادت نہ بن جائیں۔ پس اس آیت سے ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخلاق رذیلہ سے پاک وصاف ہونا اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہونا بھی ثابت ہوا۔

تراھم رکعا سجدا . کی تفسیر

تَرَاھُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ۔اس جملہ سے ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کثرت عبادت کو ثابت کرنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اتنی کثرت سے عبادت کرتے تھے کہ گویا جب بھی تم ان کو دیکھو تو عبادت کرتے ہوئے ہی پاؤ۔ اور عبادت کی اس درجہ کثرت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک انسان کو عبادت میں لذت اور لطف وسرور نہ محسوس ہونے لگے اور عبادت میں لذت کی کیفیت صفت احسان حاصل ہوئے بغیر نہیں ہوسکتی صفت احسان یہ ہے کہ اس طرح عبادت کرے کہ میں حق تعالیٰ شانہ کو دیکھ رہا ہوں یا عبادت کرتے ہوئے کم از کم یہ حالت ہو کہ حق تعالیٰ شانہ مجھے دیکھ رہے ہیں پس بندہ کی جب یہ حالت ہوجاتی ہے تو عبادت میں لذت آنے لگتی ہے اور جب عبادت میں لذت آنے لگتی ہے تو بندہ عبادت کی کثرت کرتا ہے

اور پھر دائمی طور پر اس کو یہ کیفیت حاصل ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے معاصی سے نفرت اور طاعات سے رغبت لازمی چیز ہے اور پھر اس کا ہر عمل سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہوتا ہے اگلے جملہ میں اسی کو بیان کیا ہے۔

یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا کی تفسیر

یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ۔ کہ ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقصد زندگی ہی اللہ تعالیٰ کے فضل ورضا کو تلاش کرنا تھا، ان کا جو بھی عمل ہوتا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے ہوتا تھا اگر کبھی باہمی نزاع کی نوبت آئی تب بھی ہر ایک کے سامنے اللہ تعالیٰ ہی کی رضا وخوشنودی تھی گو بعض دفعہ اجتہادی غلطی ہوئی مگر اس میں بھی وہ مخلص تھے اور ان کی نیت خیر تھی۔ ان کے ہر عمل میں اخلاص اور حسن نیت کا ہونا آیت پاک سے خوب ظاہر ہے۔

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کی تفسیر

سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۔ اس جملہ میں بتایا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کثرت عبادات اور ان کے اخلاص کی وجہ سے نور عبادت اور نور باطنی ان کی پیشانیوں سے ظاہر اور روشن تھا۔

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

ذالک مثلھم فی التوراۃ کی تفسیر

ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ ۔ حق تعالیٰ شانہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ

صفت توریت میں بیان فرمائی اور اگلے جملہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صفت انجیل میں بھی بیان فرمائی ہے جس سے ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مقبول اور پسندیدہ ہونا خوب ظاہر ہے۔

لیغیظ بھم الکفار کی تفسیر

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۔جملہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعہ کفار کو جلانا مقصود ہے جس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جلنا ان سے حسد کرنا ان سے بغض رکھنا کفار کا کام ہے (اعاذنا اللہ منه)

وعد اللہ الذین آمنوا وعملو الصالحات کی تفسیر

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ ۔اس جملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان اور تمام اعمال صالحہ کے مقبول عند اللہ ہونے کی دلالت ہے۔

مغفرۃ واجراً عظیما کی تفسیر

مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔اگر ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حق تعالیٰ شانہ کی رضا کے خلاف کسی فعل کا صدور ہوا تو اس کی مغفرت کا وعدہ ہے اور مغفرت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے اجر عظیم ہے اور جس اجر کو حق تعالیٰ شانہ عظیم فرمادیں وہ کیسا عظیم ہوگا۔

والسابقون الاولون الآیۃ کی تفسیر

(۳) وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ	اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ

وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا. ذَالِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ.

اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور یہ لوگ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقتدا اور معیار حق ہونے کا بیان

آیت پاک سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دوسرے فضائل کے ساتھ ساتھ ان کا مقتدا ہونا بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جن لوگوں نے اقتداء واتباع کی ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی اور جنت کے باغات کی خوشخبری دی ہے اور وعدہ فرمایا ہے اور گو والذین اتبعوھم کے مصداق اولین حضرات تابعین رحمۃ اللہ علیہم ہیں لیکن اس کے عموم واطلاق میں وہ سب حضرات داخل ہیں جو بھی قیامت تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء واتباع کریں گے ان سب کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنی رضا وخوشنودی اور جنت کے باغات کی خوشخبری دی ہے پس ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقتداء ومعیار حق ہونا بخوبی ثابت وواضح ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معیار حق ہونے کی سند

اسی کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں بیان فرمایا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا صدق وصفا

(۱) صدق وصفا، عہد کی پختگی۔ کہ حق تعالیٰ شانہ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو عہد کئے ان سب کو انہوں نے پورا کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شوق شہادت

(۲) اپنے جان و مال کو قربان کر کے شہادت حاصل کر لینا ان کا مطلوب ومقصود تھا فَمِنۡهُمۡ مَنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ انہیں کے بارے میں نازل ہوا جن کو درجہ شہادت حاصل ہوا۔

(۳) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہادت کے مشتاق ومنتظر رہتے تھے۔ وَمِنۡهُمۡ مَنۡ يَّنۡتَظِرُ میں اسی کو بیان کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اوصاف لازمی تھے

(۴) وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا۔ ان کے یہ صفات عارضی نہ تھے بلکہ لازمی تھے زندگی بھر وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان صفات سے متصف رہے اور انہوں نے ذرا بھی اپنے حالات میں تغیر وتبدل نہیں کیا۔ اس جملہ میں اسی کو بیان کیا ہے۔

مذکورہ بالا اوصاف سے ضمنا اور بہت سے اوصاف ثابت ہوتے ہیں جن کی تفصیل کا موقع نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں ایمان محبوب ومزین کر دیا گیا تھا

(۵) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيۡكُمُ	لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت
الۡاِيۡمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ وَكَرَّهَ	دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب

الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون.

کر دیا اور کفر اور فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے لوگ (اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام سے) راہ راست پر ہیں۔

آیت پاک سے ثابت ہوا کہ۔

(۱) حق تعالیٰ شانہ نے ایمان ان کو محبوب بنا دیا تھا۔

(۲) ایمان ان کے دلوں میں مزین کر دیا تھا۔

کفر و نافرمانی کی نفرت ان کے دلوں میں ڈال دی گئی تھی

(۳) کفر اور ہر طرح کی نافرمانی ومعصیت کی نفرت ان کے دلوں میں ڈال دی گئی تھی۔ اور جب یہ حالت ہو تو پھر ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا اور ہر طرح کی نا فرمانی سے اجتناب لازمی چیز ہے۔

اور جب حق تعالیٰ شانہ نے ان کے ساتھ یہ معاملہ فرمایا پھر ان کے مقتداء اور معیار حق ہونے میں کیا شک کی گنجائش ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر اعتبار سے اعتدال پر تھے

(٦) وَکَذَالِکَ جَعَلۡنَاکُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا.

اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دی ہے جو (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے۔

اس کے مخاطب اولین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی ہیں اور جس کے متعلق خود حق تعالیٰ شانہ خبر دیویں کہ وہ (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے وہ مقتداء اور معیار حق نہ ہوگا تو پھر کون ہوگا۔ اور بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں۔ وَسَطًا کے معنی۔ عَدُوۡلٌ۔ بیان کئے ہیں جس سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عادل ہونا ثابت ہوا۔

اور جس کو حق تعالیٰ شانہ عادل فرمادیں اس کی طرف نا انصافی کی نسبت کرنا اور جس کے ہر پہلو سے اعتدال پر ہونے کی حق تعالیٰ شانہ خبر دیں اس کی طرف بے اعتدالی کی نسبت کرنا ہرادنیٰ ایمان وعقل والا سمجھ سکتا ہے کہ کتنا سخت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے دعا کرنے کا حکم

(۷) وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ.

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ۔کا مصداق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ان کے حق میں دعا کرنا حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے جیسا کہ آیت پاک سے ظاہر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا بلند ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس درجہ مقبول ہیں۔

قرآن پاک کی اور متعدد آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل ومناقب (صراحتہً کنایتہً) بیان کئے گئے ہیں یہاں تو بطور نمونہ یہ چند آیات ذکر کردیں سب کا احصا مقصود نہیں اب چند احادیث نمونتہً اختصار کے ساتھ بیان کرکے اس مضمون کو ختم کرنے کا ارادہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثل ستاروں کے ہیں

یہ حدیث تو اوپر بھی گزر چکی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:۔

(۱) اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ. میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستاروں کے مثل ہیں جس کی اقتداء کر لوگے ہدایت پا جاؤ گے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَثَلُ اَصْحَابِیْ کَمَثَلِ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ. میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھانے میں نمک کے مثل ہیں۔

دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح ان کے اقتداء میں ہے

کہ جس طرح نمک کے بغیر کھانے کی اصلاح نہیں ہوتی اسی طرح دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہے جو ان کی اقتداء اور اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

احد برابر سونا ان کے ایک مد کے برابر نہیں

(۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ یُنْفِقُ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَابَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَانَصِیْفَهُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا مت کہو۔ پس بیشک تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے

(بخاری شریف ص ۵۱۸ / ج ۱) تو ان میں سے کسی کے ایک مد جو خرچ کئے ہوئے کے برابر نہیں ہوسکتا۔

حدیث پاک سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کمال اخلاص وحسن نیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے چونکہ اعمال کا اجر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونا بقدر اخلاص ہوتا ہے جس درجہ زیادہ اخلاص ہوگا اور نیت صحیح ہوگی اسی درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عمل مقبول ہوگا اور اسی درجہ اس کا اجر ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تکلیف دینا

یہ حدیث پاک اوپر گزر چکی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد (طعن وتشنیع کا) ان کو نشانہ نہ بنالینا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے ہی کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے (گویا) اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑ لے (ہلاک کردے)۔ جمع الفوائد ص ۲۰۱

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینا

(۴) ایک حدیث پاک میں ہے۔

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعَنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

جس نے میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہا اس پر اللہ کی اور فرشتوں

لَایَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا.

کی اور تمام انسانوں کی لعنت اللہ تعالیٰ نہ اس کا نفل قبول کرتا ہے نہ فرض۔

ایک حدیث پاک میں ہے۔

(۵) وَاِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِكُوْا.

جب میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کیا جائے (تو ان کی خلاف شان بات کہنے سے) رک جاؤ۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء کے علاوہ سب انسانوں سے افضل ہیں

(۶) ایک روایت میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اِخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاخْتَارَلِیْ مِنْهُمْ اَرْبَعَةً اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیًّا فَجَعَلَهُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَفِیْ اَصْحَابِیْ كُلِّهِمْ خَیْرٌ.

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبیوں رسولوں کے سوا تمام عالم والوں پر منتخب فرمایا۔ اور ان میں سے چار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میرے لئے منتخب فرمایا۔ پس ان کو میرے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم میں بہتر بنایا۔ اور میرے تمام ہی اصحاب رضی اللہ عنہم میں خیر ہے۔

خلفاءاربع کی فضیلت

(۷)ایک حدیث پاک میں ہے

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللهَ غَفَرَ لِاَهْلِ بَدْرٍ وَالْحُدَيْبِيَّةِ اِحْفَظُوْنِىْ فِىْ اَصْحَابِىْ وَاَصْهَارِىْ وَاَخْتَانِىْ لَايُطَالِبَنَّكُمْ اَحَدٌ مِنْهُمْ بِمَظْلِمَةٍ فَاِنَّهَا مَظْلَمَةٌ لَاتُوْهَبُ فِى الْقِيَامَةِ غَدًا.

لوگو اللہ تعالیٰ نے اہل بدر اور اہل حدیبیہ کو بخش دیا ہے۔ پس میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سسرالی رشتہ داروں۔ دامادوں میں میری رعایت کرو (کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ) انمیں سے کوئی تم سے ہرگز کسی ظلم کے بدلے کا مطالبہ نہ کرے (جو تم نے ان پر کیا ہو) چونکہ ان پر ظلم کرنا (اتنا سخت ہے) کہ کل قیامت میں اس کا بدلہ نہ دیا جا سکے گا۔

ایک روایت میں یہ بھی زیادتی ہے:۔

''جس نے ان میں میری رعایت کی اللہ تعالیٰ اس کی دنیا وآخرت میں حفاظت فرمائیں گے۔اور جس نے ان میں میری رعایت نہ کی اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔اور جس سے اللہ تعالی بری ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو پکڑ لے گا (ہلاک فرمادے گا)''۔

ایک حدیث پاک میں ہے:۔

''جس نے میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں میرے (حق) کی حفاظت کی میں قیامت میں اس کی حفاظت کروں گا''

طبرانی کی روایت میں ہے:۔

''جس نے میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں میرے (حق کی) حفاظت کی وہ حوض کوثر سے سیراب ہوگا اور جس نے حفاظت نہ کی وہ حوض کوثر سے سیراب نہ ہوگا نہ مجھے دیکھے گا مگر دور سے''

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض کا حکم

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

''جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض رکھے وہ کافر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ''.

نجات کی دو خصلت

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے ۔جس میں دو خصلتیں ہوں گی وہ نجات پائیگا

(۱) حق تعالیٰ شانہ اور مخلوق کے ساتھ سچائی۔

(۲) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ محبت۔

خلفاء اربع کی محبت

حضرت ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے:۔

''جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا۔جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ کو واضح کیا۔جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی وہ اللہ تعالیٰ کے نور کے ساتھ مستغنی ہوگیا۔جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط حلقہ پکڑلیا۔جس نے رسول کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف کی وہ نفاق سے بری ہوگیا اور جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا وہ مبتدع ہے اور سنت اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کی مخالفت کرنے والا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں چڑھ سکتا جب تک وہ ان تمام سے محبت نہ کرے اور اس کا دل ان سب کے لئے بغض وکینہ سے صاف نہ ہو''۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار

''حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ (کسی غزوہ میں) لگ گیا وہ ہزار عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہے''۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض کا انجام

ترمذی شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا یہ شخص (حضرت) عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھتا تھا اس وجہ سے میں بھی اس کو مبغوض رکھتا ہوں حضرات انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے: انکی لغزشیں درگزر کرو۔ اوران کے کمالات (اور خوبیاں) قبول کرو۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ

لَمْ يُؤْمِنْ بِالرَّسُوْلِ مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ اَصْحَابَهُ وَلَمْ يُعَزِّزْ اَوَامِرَهُ.

اس کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہی ایمان نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کی تعظیم نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے اوامر کا احترام نہ
کرے۔

ان تمام آیات واحادیث سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بے شمار فضائل ومناقب معلوم ہوئے جن کا اعتقاد لازمی ہے اور ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انتہائی تعظیم ومحبت ضروری ہے۔ اسی طرح روافض، مبتدعین، دوسرے فرقہ باطلہ اور غیر ثقہ راویوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق جو حکایات اور ان کے باہمی نزاع وجدال (جو حق پر مبنی تھا) کی صورت بگاڑ کر پیش کی ہے ان سب سے اعراض کرنا اور ٹھکرا دینا یا مناسب تاویل کرنا بھی ضروری ہے۔

حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری محبت وعظمت عطا فرمائے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی پوری پوری محبت وعظمت نصیب فرمائے اور ان کی شان میں ان کے خلاف شان کوئی لفظ کہنے سے پوری پوری حفاظت فرمائے (آمین، آمین)۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونیوالی تمام چیزونکی تعظیم وتکریم

سیدالمرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم کا تقاضا ہے کہ ہر وہ چیز جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور اسے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کسی درجہ کی نسبت وتعلق بھی ہو اس کی بھی دل سے تعظیم کی جائے۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بالوں کو نہ منڈانا

حضرت صفیہ بنت بخدہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر بہت لمبے لمبے بال تھے جن کو لپیٹ کر گچھا بنا کر سر پر باندھے رہتے تھے کہ اگر بیٹھ کران کو کھول دیویں تو زمین تک پہنچ جاویں۔ان سے بال منڈانے کے لئے کہا گیا کہ اتنے لمبے لمبے بال ہورہے ہیں منڈواتے کیوں نہیں۔انہوں نے جواب دیا: جن بالوں کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے چھوا ہے میں انھیں نہیں منڈا سکتا۔

منبر شریف پر ہاتھ پھیرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پر جس جگہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے اپنا ہاتھ رکھ کر اپنے چہرہ پر پھیر رہے ہیں۔

موئے مبارک کی حفاظت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک تھے۔ کسی جنگ میں عین قتال کے موقع پر وہ ٹوپی گر گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اٹھا کر خوب مضبوط باندھا جس میں کچھ دیر لگ گئی (اور ایسے موقع پر معمولی دیر بھی بہت سخت ہوتی ہے) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا: صرف ٹوپی کی وجہ سے میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ٹوپی میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں ان کی (حفاظت) کی وجہ سے ایسا کیا کہ کہیں میں ان کی برکت سے محروم ہو جاؤں (کہ وہ ٹوپی سے نکل جائیں) اور بال مبارک مشرکین کے نجس ہاتھوں میں نہ پڑ جائیں۔

مدینہ میں سواری پر نہ ہوتے

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفا و کرامۃ) میں سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے اس بات سے حیا آتی ہے کہ جس مٹی میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں میں اس کو گھوڑے کے پیروں سے روندوں۔

کمان کو بے وضو نہ چھونا

حضرت احمد بن فضلویہ رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے تیر انداز غازی تھے فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی کمان بغیر طہارت نہیں چھوئی جب سے مجھے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کمان کو چھوا ہے۔

مدینہ منورہ کی مٹی کوردی کہنا

ایک شخص نے (جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بڑا معزز، معظم تھا) مدینہ منورہ(زادھا اللہ شرفا و کرامۃ) کی مٹی کوردی (گھٹیا) کہہ دیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تیس کوڑے لگائے جانے اور قید کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ شخص گردن اڑا دئے جانے کا کیا ہی محتاج و مستحق ہے جس مٹی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اس کوردی (گھٹیا) کہتا ہے۔

صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مدینہ منورہ(زادھا اللہ شرفا و کرامۃ) میں نئی بات (بدعت) ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیوے اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت نہ اس کا نفلی عمل قبول نہ فرض۔

عصا مبارک کی بے تعظیمی کا انجام

جہجاہ غفاری کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عصاء مبارک حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے لیا اور اس پر اپنا گھٹنا رکھ کر توڑنے کا ارادہ کیا لوگ چیخے اور اس کو منع کیا (مگر وہ باز نہ آیا) پس مرض آ کلہ اس کے گھٹنے میں لگ گیا اس نے اس اندیشہ سے یہ مرض بقیہ جسم کی طرف سرایت نہ کر جائے اپنے گھٹنے کو کٹوا دیا اور سال پورا ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔(اعاذنا اللہ منہ).

مدینہ منورہ کی تعظیم میں سواری سے اتر جانا

ابوالفضل جوہری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ جب وہ روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ(زادھا اللہ شرفا و کرامۃ) حاضر ہوئے تو جب

آبادی کے قریب ہوئے سواری سے اتر کر روتے ہوئے یہ شعر پڑھتے ہوئے پیدل چلے۔

وَلَمَّا رَأَیْنَا رَسْمَ مَنْ لَمْ یَدَعْ لَنَا
فُؤَادًا لِعِرْفَانِ الرُّسُوْمِ وَلَا لُبًّا
نَزَلْنَا عَنِ الْاَکْوَارِ نَمْشِیْ کَرَامَۃً
لِمَنْ بَانَ عَنْہُ اَنْ نُلِمَّ بِہٖ رَکْبًا

ترجمہ:۔ جب ہم نے اس ذات کے نشانات کو دیکھا جس (کی محبت نے) نشانات پہچاننے کے لئے نہ دل چھوڑا نہ عقل۔

ہم سواریوں سے اتر گئے تاکہ اس ذات کے اکرام میں جس کے نشانات ظاہر ہوئے ہیں ہم پیدل چلیں۔اس اندیشہ سے کہ اگر ہم سوار ہو کر چلے تو یہ ہمارا بڑا جرم ہوگا۔

بعض حضرات سے منقول ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفا وکرامۃ) کے قریب پہنچے تو کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھے۔

رفع الحجاب لنا فلاح لناظر
قمر تقطع دونہ الاوھام
واذا المطی بلغن بنا محمدا
فظھور ھن علی الرجال حرام
قربننامن خیر من وطئ الثریٰ
فلھا علینا حرمۃ وذمام

پیدل حج کرنے کی وجہ

مشائخ میں سے بعض نے پیدل حج کیا ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے

جواب دیا: کیا بھگوڑا (نافرمان) غلام اپنے آقا کے دربار میں سوار ہو کر حاضر ہوتا ہے اور فرمایا: اگر مجھ میں سر (اور آنکھوں کے) بل چلنے کی طاقت ہوتی تو پیروں سے نہ چلتا (بلکہ سر اور آنکھوں کے بل چل کر حاضر ہوتا) کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

چورسی بکوئے دلبر بسپا ر جان مضطر
کہ مباد بار دیگر نرسی بدین تمنا

ساتواں حق

سیدالمرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درودسلام پڑھا جائے۔

درودوسلام کی کثرت ودرود،وسلام کاحکم

حق تعالیٰ شانہ کاارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پراے ایمان والوتم بھی آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجا کرو۔

آیت پاک میں حق تعالیٰ شانہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہے اور حکم کا تقاضا وجوب ہے اس لئے جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک درودشریف کا کم سے کم عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔اور بعض حضرات رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک جب بھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک آئے اس وقت ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے۔خود حضرات حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے یہاں دوقول ہیں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک جب بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ واجب کا درجہ ایک ہی مرتبہ ہے اور ہر مرتبہ استحباب کا درجہ ہے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے پر وعید

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوْا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا اِرْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ آمِيْن ثُمَّ اِرْتَقَى الثَّانِيَةَ فَقَالَ آمِيْن ثُمَّ اِرْتَقَى الثَّالِثَةَ فَقَالَ آمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهَا فَقَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعِدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ آمِيْن فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعِدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ آمِيْن فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعِدَمَنْ اَدْرَكَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ ہم لوگ حاضر ہوگئے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین، جب دوسرے پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا آمین، جب تیسرے پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت

اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ.

جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا ہلاک ہوجیو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہوجیو وہ شخص جس کے سامنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہوا اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہوجیو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں کوئی ایک بڑھاپہ پاوے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔

اس حدیث پاک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بددعائیں دی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں پر آمین فرمائی۔ اول حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنادی وہ ظاہر ہے۔ خدائے پاک اپنے فضل وکرم سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں (آمین)۔

حدیث پاک سے ظاہر ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت درود پاک نہ پڑھنا بڑی ہلاکت و بربادی کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے (آمین)۔

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے:۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضور اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی اچھا شعر نقل کیا ہے۔

مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ اِنْ ذُكِرَ اسْمُهُ
فَهُوَالْبَخِيْلُ وَزِدْهُ وَصْفَ جَبَانٖ

ترجمہ:۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے جس وقت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک نام ذکر کیا جا رہا ہو۔ پس وہ پکا بخیل ہے۔ اور اتنا اضافہ اس پر اور کر کہ وہ بزدل نامرد بھی ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے:۔

عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلاَ يُصَلِّي

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ بات ظلم سے ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ﷺ)

عَلَیَّ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

یقیناً اس شخص کے ظلم میں کیا تردد ہے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتنے احسانات کے باوجود بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے۔ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ ہو تو یہ مجلس ان پر قیامت کے دن وبال ہوگی پھر اللہ کو اختیار رہے کہ ان کو معاف کردے یا عذاب دے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا اس نے جنت کے راستہ سے خطا کی۔

ان وعیدوں (کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک نام آنے پر درود نہ پڑھنے والے کو بخیل، ظالم، بد بخت، فرمایا ہے اور اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہلاکت کی بد دعائیں ہیں وغیرہ وغیرہ) کا تقاضہ ہے کہ جب بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک نام آئے تو درود پڑھنا واجب ولازم ہو۔[۱]

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

[۱] تفصیل کے لئے فضائل درود شریف حضرت شیخ المشائخ شیخ سہارنپوری مہاجر مدنی قدس سرہ کی تصنیف ملاحظہ ہو۔۱۲

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کی فضیلت

حدیث پاک میں ارشاد ہے:۔

(۱) (اَبُوْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالسُّرىٰ فِیْ وَجْھِہٖ فَقُلْنَا اِنَّا لَنَرىٰ السُّرىٰ فِیْ وَجْھِکَ قَالَ اِنَّہُ اَتَانِی الْمَلَکُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ اَنَّہُ لَایُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا. ھی للنسائی ،جمع الفوائد ص/۲۷۲ ج/۲

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز بہت ہی بشاش تشریف لائے چہرہ انور پر بشاشت کے اثرات تھے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے چہرہ مبارک پر آج بہت ہی بشاشت ظاہر ہورہی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (صحیح ہے) میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک تیرا رب فرماتا ہے کہ کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ درود بھیجوں گا (رحمت نازل کروں گا) اور جو تجھ پر

ایک دفعہ سلام بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ سلام بھیجوں گا۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهُ.
رواه البهيقی فی شعب الایمان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر میری قبر کے قریب درود وسلام پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے وہ میرے پاس پہنچادیا جاتا ہے۔

(۳)(ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ) رَفَعَهُ اِنَّ لِلّٰهِ مَلاَئِکَةً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ.
للنسائی جمع الفوائد ص ۲۷۲/ ج ۲/

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں پھرنے والے ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کی فضیلت میں کثیر احادیث ہیں اختصار کی وجہ سے یہاں صرف تین حدیثیں ذکر کی ہیں جو تفصیل دیکھنا چاہے فضائل درود کا مطالعہ کرے۔ان تین احادیث سے ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا حق تعالیٰ شانہ کو کتنا محبوب ہے کہ ایک دفعہ درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ایک دفعہ سلام بھیجنے والے پر دس سلام بھیجتے ہیں۔اور فرشتوں کو مقرر فرمادیا کہ جہاں کہیں بھی کوئی درود وسلام پڑھے اس کو لیکر فوراً حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوں اور پیارے آقا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے سلام کو سنیں اور اس کا جواب مرحمت فرما دیں کیا ہی مر مٹنے کی چیز ہے۔ اور جو شخص صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرے اس کی عزت وعظمت اور شرافت کا کیا پوچھنا اس کے مرتبہ کا کیا ٹھکانہ۔ حضرت شیخ المشائخ سہارنپوری قدس سرہ اپنے عجیب وغریب رسالہ ''فضائل درود شریف'' میں اس حدیث کے تحت جس میں خود سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درود وسلام کو سننے کا ذکر ہے کہ جو میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بنفس نفیس سنتے ہیں۔ بہت ہی قابل فخر، قابل عزت، قابل لذت چیز ہے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بدیع میں سلیمان بن نجیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ جو لوگ حاضر ہو رہے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام کرتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو سمجھتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں میں سمجھتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغت پر مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفا وکرامۃ) حاضر ہوا اور میں نے قبر کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے حجرۂ شریف کے اندر سے وعلیکم السلام کی آواز سنی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ درود شریف قبر اطہر کے قریب پڑھنا افضل ہے دور سے پڑھنے سے اس لئے کہ قرب میں جو خشوع وخضوع اور حضور قلب حاصل ہوتا ہے وہ دور میں نہیں ہوتا۔ صاحب مظاہر حق

اس حدیث پر لکھتے ہیں یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلا واسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہر صورت دیتا ہوں۔

اس سے معلوم کیا جانا چاہئے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو اور خصوصاً بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے سعادت ہے چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آوے۔

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب
کہ صد سلام مرا بس یکے جواب ازتو

"یعنی ان (نازک) لبوں کو میرے ہر سلام کے جواب میں زحمت نہ دیجئے مجھے تو اپنے سو سلاموں پر تمہارا صرف ایک جواب بھی بہت ہے"۔

اس مضمون کو علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ کسی بندہ کی شرافت کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کا نام خیر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں آ جائے اسی ذیل میں یہ شعر بھی کہا گیا ہے۔

وَمَنْ خَطَرَتْ مِنْهُ بِبَالِکَ خَطْرَۃٌ
حَقِیْقٌ بِاَنْ یَسْمُوَ وَ اَنْ یَتَقَدَّمَا

ترجمہ:۔جس خوش قسمت کا خیال بھی تیرے دل میں گزر جائے وہ اس کا مستحق ہے کہ جتنا بھی چاہے فخر کرے اور پیش قدمی کرے (اچھلے کودے)۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضری

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرے اور اگر اتنی وسعت نہ ہو تو اس کی تمنا رکھے اور حق تعالیٰ شانہ سے دعا کرتا رہے، جب موقع میسر آ جائے تو بارگاہ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو صلوٰۃ وسلام عرض کرے، اپنے لئے استغفار کرے اور استغفار کی درخواست پیش کرے۔

حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.

اور اگر وہ لوگ جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ (ﷺ) بھی ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے۔

حاضری کی فضیلت

آیت پاک میں جآؤُوک (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتے) مطلق ہے جو حیات و بعد وفات دونوں حالتوں کو شامل ہے جس سے روضۂ اقدس علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی زیارت وحاضری کی تاکید معلوم ہوگئی اور اس پر بشارت ہے کہ وہاں حاضر ہوکر توبہ کرنے سے توبہ قبول ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ.

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِيْ فِي الْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ وَكُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفا وکرامۃ) میں بہ نیت ثواب حاضر ہوکر میری زیارت کی (کہ حاضری سے کوئی اور تجارت وغیرہ اس کا مقصد نہ ہو) تو وہ میرے ذمہ میں ہوگیا اور قیامت میں میں اس کا شفیع بنوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے۔

مَنْ زَارَنِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ فَكَأَنَّمَا زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ.

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات ہی میں میری زیارت کی۔

ترک زیارت پر وعید

ایک حدیث میں ہے۔

وَمَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ.

جس نے میری قبر کی (قدرت کے باوجود) زیارت نہیں کی اس نے مجھ سے جفا کی۔

اور ایک حدیث میں یہ ہے۔

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ.

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور اس نے میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

روضۂ اقدس کی زیارت کا حکم

یہ احادیث رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت (جب استطاعت ہو) کے واجب ہونے میں صریح ہیں۔ اسی لئے بہت سے علماء ومشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت واجب ہے۔

عالمگیر میں ہے۔

قال مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ انها افضل المندوبات وفي مناسک الفارسي وشرح المختار انها قريبة من الوجوب لمن له سعة.

(عالمگیری ص/۲۶۵ ج/۱)

ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ (زیارت روضۂ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام) افضل المندوبات ہے اور مناسک الفارسی اور شرح المختار میں ہے کہ یہ اس شخص کیلئے جسے گنجائش ہو واجب کے قریب ہے۔

درمختار میں ہے۔

وزیارۃ قبرہ مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ. شامی ج/۲ ص/۲۵۷

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت مندوب ہے، بلکہ کہا گیا ہے کہ گنجائش والے کے لئے واجب ہے۔

جمہور حنفیہ رحمہم اللہ کا مسلک

حضرت علامہ عبدالحئی صاحب لکھنوی قدس سرہٗ نے جمہور حنفیہ رحمہم اللہ کا مسلک وجوب ذکر کیا ہے اور جمہور حنفیہ رحمہم اللہ کی طرف زیارت روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استحباب کو منسوب کرنے والوں پر سختی سے رد کیا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:۔

ثم انی ماذا اجنیت وای قبح ارتکبت ان رددت علی من افتری علی جمہور الحنفیۃ ونسب الیھم استحباب الزیارۃ مع ان اکثرھم صرحوا بکونھا قریبۃ من الواجب والقریب من الواجب فی حکم الواجب.(تذکرۃ الراشد برد

پھر میں نے کیا گناہ کیا اور کونسی برائی کا ارتکاب کیا اگر میں نے رد کیا اس پر جس نے جمہور حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم پر افترا کیا اور ان کی طرف زیارت روضۂ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محض استحباب کی نسبت کی ،باوجودیکہ ان میں سے اکثر نے اس کے واجب کے قریب ہونے کی تصریح کی ہے اور جو

تبصرۃ الناقد ص/ ٣٧)　　واجب کے کے قریب ہووہ واجب ہی
کے حکم میں ہوتا ہے۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا

ومولانا وحبیبنا محمد وآله

وصحبه وبارک وسلم

تمت بالخیر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گذارش

سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کا جو امت پر واجب ہیں کسی درجہ میں ہم کو علم ہوا، ہر شخص اپنے حالات سے بخوبی واقف ہے پس ہر شخص غور کرے کہ ان حقوق میں سے کتنے حقوق ادا کر رہا ہوں اور کتنے حقوق میں کوتاہی ہو رہی ہے۔

جو حقوق ادا ہو رہے ہیں ان پر حق تعالی شانہ کا شکر ادا کرے اور حق تعالی شانہ سے ان پر استقامت کی دعا مانگے اور استقامت کی کوشش کرے۔

جو حقوق ادا نہیں ہو رہے ہیں دو رکعت صلوۃ التوبہ پڑھ کر حق تعالی شانہ سے پکی سچی توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ ان شاء اللہ کوتاہی نہیں کرونگا۔

اور پھر ہر کام میں سنتوں کا اہتمام شروع کر دے مثلا وضو کرے اس میں سنتوں کی ادائیگی کی کوشش کرے نماز پڑھے نماز کے اندر فرائض وواجبات کے ساتھ ساتھ سنن ومستحبات اور آداب کی پوری رعایت کرے اور نماز فرض کے قبل اور بعد سنن ونوافل کا اہتمام کرے مسنون نمازیں جیسے اشراق، اوابین، تہجد، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد کا اہتمام کرنے کی کوشس کرے۔

زکوۃ کی ادئیگی کے ساتھ نفلی صدقہ کا بھی اہتمام کرے اور اپنے محلّہ یا اپنی بستی میں یا اپنے عزیز واقارب میں بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کی کوشش کرے۔

ماہ مبارک کے روزوں کے علاوہ مسنون روزوں کا اہتمام کرے مثلا عاشورہ محرم، یوم عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کا روزہ لیکن حج میں اگر ہو تو پھر نہیں اسی طرح ہر ماہ ایام بیض ۱۳/۱۴/۱۵/تین دن کے روزوں کا اہتمام کرے۔

درود شریف کی کثرت کم از کم تین سو مرتبہ روزانہ معمول مقرر کرلیں اور اگر ہو سکے تو ایک ہزار مرتبہ روزانہ ہو جائے تو بہت اچھا ہے کہ حدیث شریف میں اس کی خاص فضیلت آئی ہے کہ جو شخص ایک ہزار مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھے گا مرنے سے پہلے پہلے جنت میں اس کا ٹھکانہ اس کو دکھا دیا جائے گا۔

کھانے پینے میں بھی سنتوں کا خیال کرے ہر وقت سے متعلق جو ادعیہ حدیث شریف میں آئیں ہیں ان کا اہتمام کرے جن اوقات میں قرآن پاک کی جن سورتوں کی فضیلت آئی ہے ان کا اہتمام کرے۔

اپنے ذمہ کسی کا حق ہو اس کو ادا کرے اسی طرح ہر حق والے کا حق مثلا والدین کا، والدین اولاد کا، بیوی کا، بیوی شوہر کا حق ادا کرنے کی پوری پوری کوشش کرے اور حق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

بیاہ شادی، ختنہ، عقیقہ، تقریبات میں سنت کا اہتمام کرے خلاف سنت چیزوں سے پورا پورا پرہیز کرے۔

اپنے خاندانوں محلوں اور بستیوں میں کوشش کرے کہ سو فیصد نمازی بن جائیں سو فیصد لوگ دین پر عمل کرنے والے بن جائیں اسی طرح بچوں کی دینی تعلیم کی پوری پوری کوشش کریں اسکول کالجوں میں پڑھنے والے بچوں کی دینی تعلیم کی کوشش کرے بڑی عمر کے بچوں، جوانوں، بوڑھوں کے لئے شبینہ مکتب قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔

اسی طرح بیاہ شادی سنت کے مطابق کرنے کی کوشش کی جائے اور خلاف سنت چیزوں کی پابندیاں ختم کرنے کی کوشش کی جائے گانا، بجانا، سہرا باندھنا، فلمیں بنانا، لمبی بارات، بارات میں برادری اور بستی والوں کو دعوت دینا، مخلوط کھانا، کھڑے ہو کر کھانا جوان لڑکیوں کا بارات کا استقبال کرنا جہیز کا دکھاوا، جہیز کا مطالبہ، سلامی، جوتہ چرائی وغیرہ رسمیں

ختم کرنے کی کوشش اور جدو جہد کرنا۔

اور اتنی کوشش کرنا کہ نکاح سنت کے مطابق کیا جانے لگے۔

غرضیکہ اپنے اپنے علاقوں میں جو رسوم وبدعات پڑے ہوئے ہوں ان کوختم کرنے کی پوری جدوجہد کی جائے۔

جن علاقوں میں نہ مدارس ہیں نہ مکاتب نہ مساجد مسلمانوں کے چند گھر ہیں ایسی جگہوں میں بدعتی، قادیانی، عیسائی، غریب مسلمانوں کو اپنے چنگل میں پھنسانے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں ایسی جگہوں میں بطور خاص مکاتب قائم کرنے کی کوشش کرنا تاکہ ان غریب مسلمانوں کے بچوں کے دین ایمان کی حفاظت ہوسکے۔

جس طرح کسی ملک پر دشمن حملہ آور ہوا اور اس وقت جولوگ ملک کی سرحدوں کی اور اس کے قلعہ کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ حفاظت کرنے والے لوگ حکومت کے نزدیک بادشاہ کے نزدیک انتہائی مقرب قرار پاتے ہیں اوران پر بے حساب خرچ کیا جاتا ہے اور بے حساب انعامات سے نوازا جاتا ہے یقیناً اسی طرح اس زمانہ میں جبکہ دین وایمان پر ہر طرف سے حملے ہورہے ہیں اور دین وایمان کوختم کرنے کے لئے بڑی قوتیں طاقتیں لگی ہوئی ہیں بلکہ اپنا پورا زور لگارہی ہیں اور نئے نئے منصوبے نئی نئی سازشیں بنائی جارہی ہیں اور دین وایمان کے خلاف تمام باطل قوتیں متحد ہوچکی ہیں اور اپنی قوت صرف کررہی ہیں ایسے وقت اور ایسے زمانہ میں جو حضرات دین وایمان کی حفاظت کریں گے اس کے لئے قربانیاں دیں گے وہ حضرات بھی عنداللہ وعندالرسول ایسے ہی مقبول ومقرب اور محبوب بارگاہ ہوں گے اور اتنے اونچے درجات قرب ومنازل خاصہ کے مستحق ہوں گے جس کو نہ سوچا جاسکتا ہے اور نہ اس کا تصور کیا جاسکتا ہے۔

انہیں حضرات کے بارے میں کہا گیا ہے، **مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ**

اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةُ شَهِیْدٍ، جوشخص میری سنت کومضبوط پکڑے جبکہ میری امت میں فساد برپا ہورہا ہولوگ سنتوں کو چھوڑ کرفساد میں مبتلا ہورہے ہوں اورسنتوں کو چھوڑ نے مٹانے کی کوشش کی جارہی ہوں یقیناً یہ زمانہ وہی زمانہ ہے ایسے حالات میں جوشخص سنتوں کومضبوط پکڑے اوران کو پھیلانے کی کوشش کرے اس کے لئے سوشہیدوں کے برابراجر ہے۔

اورایک حدیث میں ہے کہ ایک شہید کو جنت کے سودرجے دیئے جائیں گے اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ جنت کا ایک درجہ اتنا بڑا ہے جیسے زمین سے آسمان۔

ایسے ہی ایک حدیث شریف میں خوشخبری دی گئی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا اس میں دین پر مضبوطی سے عمل کرنے والوں اور دینی محنت کرنے والوں کو پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا عرض کیا گیا کہ ان میں کے پچاس لوگوں کے برابر ارشادفرمایا تم میں کے پچاس یعنی پچاس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے برابر۔

اوراسی کوحدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے، **من احیا سنتی فقد احیانی**، جس نے میری سنت کوزندہ کیا اس نے مجھ کوزندہ کیا۔

بزرگان محترم۔خوش نصیب ہیں وہ حضرات جوخاص طور پر اس فتنہ وفساد اور بگاڑ کے زمانہ میں حفاظت دین اورسنت کے احیاءاوراس کی اشاعت کے لئے کمر بستہ ہوکراٹھ کھڑے ہوں اوراسی کواپنی زندگی کا مقصود اصلی قراردے کراوراپنا جان ومال اسی پرقربان کرکے حبیب پاک پیغبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کوٹھنڈک پہنچائیں اوراس پاک بارگاہ میں سرخروئی حاصل کرسکیں۔

اوراپنے خالق ومالک پاک پروردگار کی بارگاہ عالی میں اس کا بےحساب اجر عظیم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوجائیں اورزبان حال سے کہہ رہے ہوں۔

جان دی دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ جہاں جہاں جتنا بھی دین کا کام ہو رہا ہے خواہ وہ مدارس کے ذریعہ ہو خواہ تبلیغی جماعت کے ذریعہ ہو یا مکاتب کے ذریعہ ہو تصنیف وتالیف کے ذریعہ ہو، وعظ یا بیان وتفسیر کے ذریعہ ہو اس سب کو اپنا کام سمجھے اور اس سے دل سے خوش ہو اور اپنی خدمت اور اپنے شعبہ کو نبھاتے ہوئے ایک دوسرے کا جتنا تعاون کرسکتا ہو کرے اور اس میں کوتاہی نہ کرے اور دین کے تمام شعبوں کے کارکنان کے درمیان الفت ومحبت اور باہم اتفاق وتعاون کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کرے اور باہم تنافس وتباغض سے بچیں کہ یہ انتہائی خطرناک ہے۔

اس لئے کہ حفاظت دین اور اشاعت دین کے تمام شعبے خواہ مدارس کی شکل میں ہوں خواہ تبلیغی جماعت کی شکل میں ہوں خواہ خانقاہوں کی شکل میں ہوں خواہ مکاتب کی شکل میں سب ضروری ہیں سب کا باقی رہنا ضروری ہے۔

اور سب کا باقی رکھنا امت پر فرض کفایہ ہے۔

کوتاہیاں ہر فرد میں ہوتی ہیں ہر ہر جماعت میں ہوتی ہیں ہر شعبہ میں ہوتی ہیں دلسوزی وحکمت کے ساتھ الفت ومحبت کے ساتھ کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش بھی کرتے رہنا چاہئے اور ایک دوسرے کا برابر تعاون بھی کرتے رہنا چاہئے۔

ایک ضروری گذارش یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ آدمی دوسروں کی اصلاح کی فکر میں پڑ کر اپنی ذات سے غافل ہو جاتا ہے اور اپنی اصلاح کی فکر نہیں رہتی یہ بھی انتہائی خطرناک ہے دوسروں کی اصلاح کی جتنی فکر ضروری ہے اس سے بدرجہا زائد اپنی اصلاح کی فکر ضروری ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو قبول فرمائے اپنی محبت ومعرفت سے نوازے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی معرفت اور ان کی ادائیگی کی پوری توفیق عطا فرمائے اور اسی کے مطابق زندگی گذارنے اور اسی میں جان و مال کھپانے کی توفیق عطا فرمائے آمین احباب سے یہ گذارش کرتے ہوئے رخصت ہو رہا ہوں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے

دل میں لگا کے ان کی لو
کردے جہاں میں نشر ضو
شمعیں تو جل رہی ہیں سو
پر جہاں میں روشنی نہیں

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا
انک انت التواب الرحیم بحرمة حبیبک
سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
الی یوم الدین.

محمد فاروق غفرلہ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ یوپی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆